452

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،11۔جنوری 2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بھر میں خواتین کے لئے مشترکہ ٹرانسپورٹ کے ساتھ ساتھ علیحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے جامع پالیسی بناکراس پر عملدرآمد کو یقینی بنایاجائے۔

2. محترمہ ثمینہ نوید،ایڈووکیٹ: اس ایوان کی رائے ہے کہ دوسرے محکمہ جات کی طرح پاپولیشن ویلفیئر کے کنٹریکٹ ملازمین کو بھی ریگولر کیاجائے۔

3. میاں نصیر احمد: یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام شہری علاقوں کے مین روڈز کے دونوں اطراف پیدل چلنے والوں کے لئے فٹ پاتھ (walkway) بنانالازمی قرار دیاجائے۔

4. جناب محمد محسن خان لغاری: اس ایوان کی رائے ہے کہ مستقبل میں پانی کے issue پر کسی تنازعہ سے بچنے کے لئےاور صوبوں کے مابین 1991 کے معاہدہ پر عملدرآمد کو یقینی

بنانے کے لئے ارسا کی تشکیل نو کی جائے نیز ارسا کا پانچواں ممبر غیر جانبدار ہونا چاہئے جو اسلام آباد یا آزاد کشمیر کا رہائشی ہو۔

453

5. خواجہ محمد اسلام: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پنجاب کے لئے جاری کردہ گیس کی لوڈشیڈنگ کا شیڈول جو دوسرے صوبوں بلوچستان، سندھ اور خیبر پختونخواہ کے لئے نہ ہے واپس لیا جائے کیونکہ وفاقی حکومت کے اس فیصلے کی وجہ سے صوبہ پنجاب کی ہزاروں فیکٹریاں، کارخانے اور صنعتیں بند ہو چکی ہیں۔ ان کی بندش کی وجہ سے لاکھوں مزدور بے روزگار ہو گئے ہیں۔ نیز صوبائی اور وفاقی حکومت کو ان اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے جو ٹیکسوں اور دیگر مدوں میں سرکاری خزانہ میں جمع ہونے تھے۔

454

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

منگل، 11۔جنوری 2011

(یوم الثلاثہ، 6۔صفر المظفر 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 24 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفور شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ﴿35﴾
وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ﴿36﴾ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ﴿37﴾ وَآثَرَ الْحَيَاةَ
الدُّنْيَا ﴿38﴾ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿39﴾ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ
رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿40﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿41﴾
يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ﴿42﴾ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا ﴿43﴾
إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا ﴿44﴾ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرُ مَن يَخْشَاهَا ﴿45﴾
كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ﴿46﴾

سورۃ النّازعات آیات 35 تا 46

اُس دن اِنسان اپنے کاموں کو یاد کرے گا(35)اور دوزخ دیکھنے والے کے سامنے نکال کر رکھ دی جائے گی(36)تو جس نے سرکشی کی(37)اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا(38)اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے(39)اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا(40)اس کا ٹھکانہ بہشت ہے(41)(اے پیغمبرؐ، لوگ) تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ

اُس کا وقوع کب ہو گا؟(42) سو تم اس کے ذِکر سے کس فکر میں ہو؟(43) اس کا منتہا (یعنی واقع ہونے کا وقت) تمہارے پروردگار ہی کو (معلوم ہے)(44) جو شخص اس سے ڈر رکھتا ہے تم تو اسی کو ڈر سنانے والے ہو(45) جب وہ اُس کو دیکھیں گے (تو ایسا خیال کریں گے) کہ گویا (دنیا میں صرف) ایک شام یا صبح رہے تھے(46)

وما علینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبولﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

خُدا کی عظمتیں کیا ہیں محمدؐ مصطفیٰﷺ جانے
مقامِ مصطفیٰﷺ کیا ہے محمدؐ کا خُدا جانے
صدا کرنی میرے بس میں تھی میں نے صدا کر دی
وہ کیا دیں گے میں کیا لوں گا سخی جانے گدا جانے
میری مٹی کو مدینے شہر کی راہ میں بچھا دینا
کہاں لے جائے گی اس کو مدینے کی ہوا جانے
کہا جبریل نے سدرہ تک میری رسائی ہے
ہیں کتنی منزلیں آگے نبی جانے خدا جانے
ہمیں تو سُرخرو ہونا ہے آقا کی چوکھٹ پر
زمانے کا ہے کیا ناصرؔ بُرا جانے بھلا جانے

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سب سے پہلے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کا سوال ہے۔

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: On her behalf. Question No.1007, answer taken as read.

(معزز ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

تھانہ بھونگ رحیم یار خان میں مقدمات کی تفصیلات

*1007: **سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تھانہ بھونگ، تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں سال2000 سے آج تک چوری ڈکیتی، قتل، اقدام قتل، زناء بالجبر اور اغواء کے کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) مذکورہ بالا تھانے میں سال2000 سے آج تک گاڑی / موٹر سائیکل چوری اور چھیننے کے کتنے مقدمات درج ہوئے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان مقدمات میں نامزد کتنے ملزمان گرفتار کئے گئے اور کتنے ضمانت پر رہا کئے گئے؟

(د) مذکورہ بالا تھانے کی موجودہ نفری کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف)

جرائم	2000	2001	2002	2003	2004	2005	2006	2007	2008
چوری	2	5	4	8	18	9	22	15	5
ڈکیتی	3	2	3	_	1	_	1	_	_
قتل	8	8	13	9	5	4	4	3	4
اقدام قتل	11	13	6	11	6	7	4	7	3
زناء بالجبر	_	_	1	_	_	_	3	1	1
اغواء	1	6	1	3	9	6	_	3	4

(ب)

جرائم	2000	2001	2002	2003	2004	2005	2006	2007	2008
کارچوری	-	-	-	-	-	-	-	-	-
موٹرسائیکل	-	-	-	-	3	2	-	2	3
کارچھیننا	-	-	-	-	-	-	-	-	-
موٹرسائیکل چھیننا	-	-	-	-	-	-	1	-	2

(ج)

جرائم	تعداد ملزمان گرفتار	تعداد ملزمان برضمانت
چوری	260	152
ڈکیتی	38	25
قتل	159	81
اقدام قتل	145	109
زناء بالجبر	12	8
اغواء	75	36

(د)

انسپکٹر	SI	ASI	HC	Constables
1	2	4	1	38

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس جواب کی تاریخ وصولی 6۔اکتوبر 2008 ہے اور آج 11۔جنوری 2011 ہے تو وزیر قانون صاحب ان تین سالوں میں اس کی latest position بتادیں اور میری ایک اور بھی گزارش ہے کہ تین، تین سال تک سوالوں کے جواب نہیں آتے یہ بھی reason for concern ہے آپ اس کا بھی نوٹس لیں اور جو بھی طریق کار ہو اس کو expedite کرادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اگر آپ آگے جواب پڑھیں تو وہ 6۔اکتوبر 2008 کو آگیا ہوا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہی تو کہہ رہا ہوں کہ 6۔اکتوبر 2008 کو جواب آگیا ہے اور اسمبلی میں 2011 میں پیش ہو رہا ہے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب سے پہلے میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ آج اجلاس شروع ہوا ہے اور حاضری آپ کے سامنے ہے۔ پریس میڈیا اکثر اوقات اس بات کی ذمہ داری معزز ممبران پر ڈالتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ذمہ داری بجا طور پر سپیکر آفس اور سپیکر کے

conduct پر آتی ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایک دن آپ اجلاس ڈیڑھ گھنٹہ دیر سے شروع کریں اور دوسرے دن آپ بالکل in time شروع کریں۔ اس سے معزز ممبران کو confusion ہوتی ہے اور مجھے اس بات کا بھی افسوس ہے کہ آج آپ نے صبح telephonically message بھیجا کہ اجلاس دس بجے شروع ہو گا لیکن آپ نے اجلاس دس بج کر بائیس منٹ پر شروع کیا یعنی خود آپ نے بات کرنے کے بعد 22 منٹ کی delay سے اجلاس شروع کیا۔ آپ اگر اس بات کو کنٹرول کر لیں، سب کو معلوم ہو کہ اجلاس بروقت شروع ہونا ہے تو لوگ بروقت آنا شروع کر دیں گے اگر لوگوں کو پتا ہو کہ ایک گھنٹہ بعد شروع ہونا ہے تو لوگ اسے اس طرح سے لیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اور سپیکر صاحب کو بیٹھ کر اس معاملے کو بہتر انداز سے once for all decide کرنا چاہئے اور اس سے معزز ممبران کو آگاہ بھی کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! لغاری صاحب نے جو question کیا ہے کہ up to date نہیں ہے، میری لغاری صاحب سے گزارش ہے کہ انہوں نے ذرا سوال کو پڑھ لیا ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ "تھانہ بھونگ، تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں سال 2000 سے آج تک "آج تک سے مراد ہے 3۔ جولائی 2008 جس دن یہ سوال موصول ہوا۔ اب سوال بھی میں پڑھ دیتا ہوں "تھانہ بھونگ، تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں سال 2000 سے آج تک چوری ڈکیتی، قتل، اقدام قتل، زناء بالجبر اور اغواء کے کتنے مقدمات درج ہوئے "اب معاملہ یہ ہے کہ اس میں ایک عرصہ کا تعین ہے یہ اس کا جواب آج دیں یا دو مہینے بعد دیں یہ تو ایک fixed period ہے اس کے مطابق جواب آنا ہے اور اس کی پوری information answer sheet میں موجود ہے۔ اس کو آپ دیکھ لیں اور اس کی اگر آپ تفصیل چاہتے ہیں تو وہ بھی میں دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سب سے پہلے میں صرف اتنی بات کہوں گا کہ ٹائم اس کے اندر mention کیا ہوا ہے اگر آپ اگلا سوال چاہتے ہیں تو اس کے لئے نیا سوال بنتا ہے وہ آپ کریں۔ Basically محکمے کی ذمہ داری اس لئے نہیں بنتی کہ محکمہ نے جواب timely جمع کروا دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری وہی گزارش تھی کہ محکمے نے تو ٹائم پر جواب جمع کرا دیا اور یہ 2008 سے لے کر جس تاریخ کو سوال گیا ہے یہ تب تک کے سوال ہیں اگر میں یہ پوچھ لوں کہ آج کی کیا situation ہے تو کیا وہ سپلیمنٹری سوال نہیں بنتا اور دوسرا میرا سوال اس میں یہ ہے کہ یہ جو اعداد و شمار۔۔۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): لغاری صاحب! یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! اب اس پر ایک چیز اور بھی ہے کہ جب معزز ممبر سوال ڈالتے ہیں تو constraint ہوتی ہے کہ ایک محکمے میں اگر چالیس سوال ہیں تو پھر ان کے دو سوال take up کئے جائیں گے۔ اس وجہ سے ان کا سوال late take up کیا گیا ہے اور اس کے لئے ایک rule ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح محترم لاء منسٹر نے بھی فرمایا کہ ہم سیشن ٹائم پر شروع نہیں کرتے۔ میڈیا یہ بھی دیکھ رہا ہوتا ہے کہ کون سا ممبر کتنے بجے اسمبلی میں داخل ہوتا ہے تو یہ سب کا فرض بنتا ہے اور زیادہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ یہاں پر حاضری کو پورا کرائے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): میں عرض کر دوں کہ میڈیا یہ بھی دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اگر آپ اجلاس دس بجے شروع کریں تو لوگوں کو پتا چل جائے گا کہ اجلاس دس بجے شروع ہونا ہے، آپ نے کل ساڑھے گیارہ بجے شروع کیا آج لوگوں کا بالکل یہ تاثر ہو گا کہ گیارہ، ساڑھے گیارہ بجے اجلاس شروع نہیں ہو گا۔ معاملہ یہ ہے کہ لوگوں کی ٹائم سے متعلق جو punctuality ہے وہ آپ سے متعلق ہے، سپیکر صاحب سے متعلق ہے، یہ کوئی طریقہ نہیں کہ آپ ایک دِن اجلاس دس بجے شروع کر دیں اور دوسرے دن ساڑھے گیارہ بجے کریں، تیسرے دن ساڑھے دس بجے شروع کریں یعنی آپ کے روّیے میں ٹائم سے متعلق ایک یکسانیت ہونی چاہئے۔ معزز ممبران کو اس بارے میں بالکل ایک واضح message ہو کہ اتنے بجے اجلاس شروع ہو گا۔ جب میں question hour کی تیاری کر رہا تھا تو مجھ سے officials نے بھی پوچھا کہ کتنے بجے اجلاس شروع ہو گا تو میں نے کہا آپ احتیاط کے مطابق ساڑھے دس پونے گیارہ بجے تک آ جائیں کیونکہ routine یہی ہے کہ کوئی 45 منٹ بعد اجلاس شروع ہوتا ہے۔ آج کیونکہ میرا question hour تھا تو مجھے یہ پتا تھا کہ آج اس بات کے امکانات ہیں کہ آپ دس بجے آ کر Chair پر بیٹھیں گے تو اس لئے میں پہلے سے ہی تیار تھا۔ میں تو یہاں پر پورے دس بجے پہنچ گیا لیکن مجھے یہ انتہائی افسوس ہوا کہ آپ نے اجلاس 22 منٹ دیر سے شروع کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کی بھی آپ کو وضاحت کرنی چاہئے کہ آپ نے مجھے message دینے کے بعد آج اجلاس 22 منٹ دیر سے کیوں شروع کیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات بھی آپ ذہن میں رکھیں کہ میں نے 9 بجے آپ کو message کیا تھا کہ ہم اجلاس آج ٹائم پر شروع کریں گے۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): میں آپ کا message لے کر پورے 10 بجے پہنچ گیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: باقی ممبران تو نہیں آئے۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): آپ 22 منٹ لیٹ آئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو ان 22 منٹوں کی چوالیس مرتبہ یہ وضاحت کرنی چاہئے اور یہ کرنی پڑے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: وضاحتوں کا بھی ٹائم آ تا رہے گا، میں اس پر مزید بات نہیں کرنا چاہتا۔ اب اگلا سوال سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہی ہے۔ ?She is not here

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! .On her behalf Question No. 1009

(معزز ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

صوبہ میں خواتین کے لئے علیٰحدہ عدالتوں کے قیام کا مسئلہ

*1009: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا صوبے بھر میں اب تک خواتین کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ عدالتوں کا قیام ہو چکا ہے اور اس ضمن میں اب تک کیا پیشرفت ہو چکی ہے؟

(ب) کیا خواتین کی عدالتوں میں صرف خواتین ججز کو مقرر کرنے کی کوئی تجویز زیر غور ہے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس ایکٹ 1964 کے سیکشن (3) کے مطابق حکومت پنجاب نے (35) سول ججوں کی اسامیاں اور دیگر سٹاف منظور کی ہیں جو کہ ہر ضلع میں بطور پریزائیڈنگ آفیسر فیملی کورٹس تعینات کی جائیں گی اس ضمن میں لاہور ہائیکورٹ کی طرف سے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition بھی ارسال کر دی گئی ہے جو کہ اخبارات میں شائع بھی ہو چکی ہے۔

(ب) فی الحال خواتین کی عدالتوں میں خواتین ججز کو مقرر کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس میں بھی میرا وہی سوال ہو گا جو میرے خیال میں تو valid supplementary question بنتا ہے اب وزیر قانون صاحب کی جیسے منشاء ہو۔ اس میں

پوچھا گیا تھا کہ کیا پیشرفت ہوئی ہے ؟2008 میں یہ سوال پوچھا گیا تھا اور 2010 میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کو کہہ دیا گیا ہے اور اخبارات میں اس کے اشتہارات جمع ہو گئے ہیں، کیا پچھلے دو سالوں میں اخبارات میں اشتہارات شائع ہوئے ہیں یا کوئی پیشرفت بھی ہوئی ہے ؟اس جواب کے مطابق دو سال میں صرف اشتہار دیا گیا ہے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جس وقت یہ سوال پوچھا گیا تھا اور اس وقت جو صورتحال تھی اس کے مطابق answer sheet پر جواب درج ہے۔اب صورتحال یہ ہے کہ ہائیکورٹ نے ماسوائے میانوالی اور بھکر کے باقی تمام جگہوں پر فیملی کورٹوں میں خواتین سول جج تعینات ہو چکی ہیں اور فیملی cases طلاق سے متعلقہ یا دوسرے جو جہیز وغیرہ کے معاملات ہوتے ہیں تو وہ انہی خواتین سول ججوں کے پاس cases لگتے ہیں۔ میانوالی اور بھکر میں ابھی یہ سہولت میسر نہیں ہو سکی یا پھر یہ ہے کہ جن اضلاع میں load زیادہ ہوتا ہے وہاں پر یہ family cases male Judges کے پاس بھی جاتے ہیں لیکن 35 اضلاع میں اس وقت خواتین سول جج موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب والا! یہاں پر خواتین سول ججوں کی تعیناتی کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خواتین کے مسائل فیملی کورٹوں کی حد تک محدود نہیں ہیں۔ ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں وہاں پر ظاہر ہے جو problems male members کو ہیں وہ خواتین کو بھی ہو سکتی ہیں اس لئے ان کی تعیناتی کے حوالے سے زیادہ concern ہونا چاہئے لیکن جز(ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ فی الحال خواتین کی عدالتوں میں خواتین ججوں کو مقرر کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ میں اس سلسلے میں وزیر موصوف سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کی کیا وجوہات ہیں، کیا ہمارے پاس فنڈز کی کمی ہے یا کوئی اور بات ہے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ وزیر موصوف کا جواب غور سے سن لیتیں تو وہ اس بات کا جواب already دے چکے ہیں اور آپ کا سوال ضمنی سوال نہیں بنتا، نیا سوال بنتا ہے۔اس میں specific جو mention کیا ہوا ہے اسی کی بات ہو گی۔ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب والا! یہ اسی کا ہی ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ رولز کو پڑھیں اور پھر اس کے مطابق بات کریں۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 2492۔

جرائم کی روک تھام کے لئے فون لوکیٹر کی اہمیت

*2492: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسی بھی ملک میں جرائم کی روک تھام کے لئے Phone Locator کی بہت اہمیت ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب پولیس کے پاس کسی بھی موبائل فون، وائرلیس فون یا لینڈ لائن فون کی location معلوم کرنے کے آلات یعنی Phone Locator موجود ہیں، اگر ہیں تو یہ آلات کن شہروں میں نصب ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) اگر پنجاب پولیس کے پاس Phone Locator موجود نہیں ہیں تو کس ادارے سے Phone Location کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جی ہاں!

(ب) پنجاب پولیس کے پاس ایسی کوئی بھی سہولت میسر نہ ہے۔

(ج) IB سے یہ معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب والا! میرا سوال Cell Phone Tracking System کے بارے میں تھا اور اس Cell Phone Tracking System کے بارے میں جس کو 2005 کے اندر کراچی پولیس وہاں کے چند تاجروں کے ساتھ مل کر launch کر چکی ہے اور یہی tracking system پشاور کے اندر بھی پولیس نے لگانے کی تیاری شروع کر دی ہے۔ پنجاب پولیس کے پاس اور اس پنجاب کے پاس جہاں پر ساڑھے چھ کروڑ موبائل استعمال کئے جاتے ہیں یہ سسٹم ابھی تک کیوں نہیں آیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب بڑا مختصر ہے میں اس کو پڑھ دیتا ہوں کہ پنجاب پولیس کے پاس ایسی کوئی بھی سہولت میسر نہ ہے جس کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے یعنی phone locate کرنے کی جو سہولت ہے جسے Phone Locator کہتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی پوچھا گیا تھا کہ اس وقت یہ سہولت پولیس کس طرح سے حاصل کرتی ہے؟ اس میں میری گزارش ہے کہ IB سے یہ معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ اس میں معاملہ یہ ہے کہ یہ بات جو معزز ممبر نے اپنے سوال میں دریافت کی ہے بالکل درست ہے کہ یہ سہولت بلکہ میں تو کہوں گا کہ یہ ایک necessity ہے اس کے بغیر کوئی بھی Law Enforcing Agency Crimes کے خلاف موثر طریقے سے operate نہیں کر سکتی۔ اس کی بڑی اشد ضرورت ہے اور وفاقی حکومت کو ہم نے متعدد بار request کی ہے کہ ہمیں یہ سہولت یا یہ necessity پورا کرنے کی اجازت دی جائے بلکہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے وفاقی حکومت کو یہ offer بھی کی کہ آپ ہمیں import کرنے کی اجازت دے دیں تو ہم خود اپنے پیسوں سے اسے import کر لیتے ہیں لیکن اس کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ پھر آج سے تین ماہ قبل رحمٰن ملک صاحب تشریف لائے تھے اور انہوں نے یہاں ہمارے ساتھ میٹنگ کی تھی، اس میٹنگ میں لاء اینڈ آرڈر کی تمام ایجنسیوں کے صوبائی سربراہ بھی موجود تھے۔ رحمٰن ملک صاحب نے باتیں تو بہت کیں لیکن مجھے یہ بات کہتے ہوئے افسوس ہے کہ بعض لوگوں کی طبیعت ایسی ہوتی ہے کہ وہ ہر بات میں چکر اور گیڑا دیتے ہیں اور انہوں نے ہر بات میں کسی نہ کسی کو چکر دینے کی کوشش کرنی ہوتی ہے۔ میں دوسرے لفظوں میں یہی کہوں گا کہ انہوں نے جو باتیں کی تھیں وہ ہمیں گیڑا ہی کرواگئے۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہم آپ کو with in a month اس سہولت کے بارے میں definite بتائیں گے لیکن انہوں نے ہمیں اس بارے میں نہیں بتایا اور میں on the floor of the House یہ بات پر زور انداز میں کرتا ہوں کہ اس necessity کے بغیر پولیس کو اپنے فرائض کی ادائیگی اور خاص طور پر جو دہشت گردی کے cases ہیں انہیں بہتر انداز سے locate کرنے، investigate کرنے اور inquire کرنے میں کافی دقت کا سامنا ہے۔ وفاقی حکومت ہمیں جتنا جلدی اس necessity کو حاصل کرنے میں مدد یا اجازت دے گی تو اس سے پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اتنی ہی بہتر ہو گی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے عرض ہے کہ لاء منسٹر صاحب تھوڑی توجہ فرمائیں کہ پشاور اور کراچی پولیس اس equipment کی acquisition final stage پر ہے اور اس کے final stage پر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ global security firm کے data کے مطابق اغواء برائے تاوان

کے حوالے سے پاکستان دنیا کا پانچواں خطرناک ملک ہے اور وہ وارداتیں سو فیصد موبائل فونز کی وجہ سے cater کی جاتی ہیں۔اگر پشاور اور کراچی کی پولیس equipment کی final stage پر ہے یعنی اب وہ اس کی تعیناتی کرنے لگے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جنہوں نے چند روز پہلے بھی پنجاب اور overall بڑھتی ہوئی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: تقریر نہیں بلکہ ضمنی سوال ہو سکتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! کیا ان سے ہمارا liaison ہے کہ اگر ان دونوں صوبوں کے اندر وہ final stage پر ہیں تو ہمیں ابھی تک اس کی permission کیوں نہیں مل رہی؟

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب کی بات کے بعد بنیادی طور پر سوال یہ بنتا ہے کہ کیا یہ equipment لینے کے لئے اجازت وفاقی حکومت دیتی ہے تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اجازت مانگی ہوئی ہے اور جیسے ہی اجازت ملے گی تو یہ بھی لگا لیں گے۔جہاں یہ equipments لگ رہے ہیں، ان کو اجازت مل گئی ہوگی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! دو صوبوں کو اجازت مل گئی ہے اگر آپ website پر جائیں تو پشاور کے اندر تو انہوں نے inaugurate کر دیا ہے۔پھر کیا وجہ ہے کہ پنجاب کو اجازت نہیں دی جا رہی؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کر دوں کہ ایک ایسا سسٹم جو کہ میرے خیال میں کچھ لوگوں کے پاس privately بھی ہوگا وہ اس قسم کا کوئی سسٹم acquire کر لیں یا صوبے کر لیں تو وہ علیحدہ بات ہے لیکن جو ایک باقاعدہ سسٹم ہے وہ آئی ایس آئی یا دوسری ایجنسیوں کے پاس ہے غالباً ایم آئی کے پاس بھی ہوگا اس سسٹم کے لئے اجازت درکار ہے، اسے import کرنے کے لئے بھی اجازت درکار ہے اور وہ پاکستان میں available بھی نہیں ہے اس لئے اس کی اجازت نہیں مل رہی۔باقی جو چھوٹا موٹا معاملہ ہے اس سے تو ہم بھی تھوڑا بہت گزارہ کرتے ہیں لیکن اس کی موجودہ صورت میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں میرا ایک ضمنی سوال بنتا ہے کہ جس طرح پوری دنیا میں پولیس کا اس equipment کو رکھنا استحقاق ہے لیکن پاکستان کے اندر یہ نظام صرف ایجنسیوں کے پاس ہے کیا یہ کوئی law ہے کہ پاکستان کے اندر یہ equipment صرف ہماری فیڈرل خفیہ ایجنسیاں رکھیں اور صوبہ نہیں رکھ سکتا؟ یہ باقاعدہ law ہے یا routine میں permission مانگنا چاہ رہے ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ باقاعدہ law ہے اور اس میں کافی احتیاط سے کام لیا جانا چاہئے کیونکہ اس سے لوگوں کی privacy ختم ہوتی ہے اور اگر کسی regular اور responsible ایجنسی کے علاوہ کسی کو یہ سسٹم رکھنے کی اجازت دی جائے تو پھر لوگوں کی privacy اور ان کا استحقاق مجروح ہونے کا احتمال ہے اس لئے یہ ہر کسی کو اجازت نہیں دی جاسکتی بلکہ اس کے لئے باقاعدہ قانون موجود ہے اور کوئی ذمہ دار ایجنسی یا Law Enforcing Agencies ہی in the larger public interest اسے استعمال کر سکتی ہیں یا رکھ سکتی ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جب کوئی بھی معزز ممبر کھڑا ہو تو باقی بیٹھ کر بات سنا کریں۔ میں بھی اس میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اب دور بہت آگے نکل چکا ہے۔ اگر آپ face book پر جائیں تو پتا ہوتا ہے کہ کون کس ایریا میں موجود ہے۔ میرے خیال میں ویسے بھی اس law کو دیکھنے کی ضرورت ہے، اگر یہ federal law ہے تو پھر اس پر recommendations بھیج دی جائیں چونکہ آج دنیا اتنی ترقی کر گئی ہے کہ Google search میں جائیں تو عام لوگ بھی ایک دوسرے کو locate کر لیتے ہیں۔ اب بہت کچھ آگے جا چکا ہے تو اس پر ہمیں بھی دیکھنا چاہئے۔ میاں صاحب! بہت شکریہ۔ اگلا سوال شفیق احمد گجر صاحب کا ہے۔۔۔ گجر صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3210 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تھانہ سبزہ زار لاہور کے ملازمین کے خلاف مقدمات کی تفصیلات

*3210: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تھانہ سبزہ زار لاہور میں یکم جنوری 2009 سے آج تک کن کن پولیس ملازمین کے خلاف مقدمات کن کن وجوہات کے تحت درج ہوئے، ان ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی بتائیں؟

(ب) کیا جن ملازمین کے خلاف مقدمات درج ہوئے ان کو گرفتار کیا گیا تو ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں اگر ان کو گرفتار نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات بتائیں؟

(ج) کیا حکومت جن ملازمین کے خلاف مقدمات صحیح درج ہوئے ہیں ان کو ملازمت سے برخاست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک ملازمان پولیس کے خلاف 4 مقدمات درج ہوئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن پولیس افسران و ملازمان کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! انہوں نے اس کے جز (ج) میں کہا ہے کہ محکمہ ان کے خلاف کارروائی کر رہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف کیا کارروائی جاری ہے، یہ پرانا سوال ہے اب موجودہ صورتحال بتا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جو تفصیل رکھی گئی ہے آپ نے وہ پڑھ لی ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، میں نے وہ تفصیل پڑھ لی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی تھی اس کی کاپی میرے پاس بھی ہے۔ اگر محترم نوید انجم صاحب نے اسے پڑھا ہو تو اس میں یہ درج ہے کہ ان چار مقدمات میں جو لوگ چالان ہوئے ان میں شاہد عزیز، شاہ زیب، زاہد سلیم، عاطف اور شافع بخت لیڈی سب انسپکٹر اس میں گرفتار ہوئیں، ممتاز بیگم اس میں گرفتار نہیں ہوئیں بلکہ اسے اشتہاری declare کیا گیا اور ملازمت سے dismiss کیا گیا۔ بشیر احمد سب انسپکٹر ملازمت سے dismiss ہوا اور محمد اقبال بے گناہ ہوا۔ اس میں سب کے متعلق درج ہے کہ کون لوگ گرفتار ہوئے اور بعد میں ضمانت پر ہیں اور کون لوگ ملازمت سے dismiss ہوئے اور جو لوگ بے گناہ ثابت ہوئے ان کے متعلق بھی پوری تفصیل ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ اب ان کی کیا صورتحال ہے، کیا یہ بحال ہیں، معطل ہیں یا dismiss ہو چکے ہیں؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں مختلف ہیں۔ شاہد عزیز بے گناہ ہو گئے تھے اس لئے یقیناً وہ اپنی نوکری پر بحال ہو گئے ہیں۔ بشیر احمد dismiss ہوئے تھے وہ ابھی تک بحال نہیں ہوئے۔ دوسرے لوگوں میں سے کچھ عدالتوں سے بے گناہ ثابت ہو کر اس وقت اپنی نوکریوں پر بحال ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نوید انجم صاحب! تفصیل آ چکی ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال بھی جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 3219 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ گلبرگ ہائی سکول لاہور کینٹ کی اراضی پر قبضہ و دیگر تفصیلات

*3219: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گلبرگ ہائی سکول لاہور کینٹ کی اراضی پر ایک بااثر شخص نے قبضہ کر کے تین کوٹھیاں بنا رکھی ہیں اور مزید دس مرلے زمین پر قبضہ کر لیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب اس قبضہ گروپ کے خلاف متعلقہ تھانہ اور دیگر اعلیٰ افسران کو درخواست دی تو اس قبضہ گروپ کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس قبضہ گروپ نے غلط مقدمہ دیوار گرانے کا ہیڈ ماسٹر، ڈپٹی ہیڈ ماسٹر اور ایک ٹیچر سکول ہذا کے خلاف تھانہ سرور روڈ لاہور کینٹ میں درج کروایا ہے؟

(د) کیا حکومت اس قبضہ گروپ کے خلاف سرکاری اراضی پر قبضہ کرنے کا مقدمہ درج کرنے، ان کو گرفتار کرنے، ان کے سرپرست پولیس ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے اور سکول ہذا کے جن ملازمین کے خلاف غلط مقدمہ درج کیا گیا ہے خارج کروانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر داخلہ (راناثناءاللہ خان):

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول کے ہیڈماسٹر اور سلیم حسن وغیرہ کے مابین اراضی کے قبضہ کے تنازع پر کیس بعدالت جناب کاشف قیوم سول جج لاہور زیر سماعت ہے۔

(ب) پڑتال ریکارڈ کی گئی ہے۔ تھانہ ہذا میں قبضہ کے متعلق کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے (معاملہ زیر سماعت عدالت ہے)

(ج) علاقہ تھانہ سرورروڈ میں دیوار گرانے کا کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

(د) پڑتال ریکارڈ کی گئی ہے۔ تھانہ گلبرگ میں سکول ہیڈماسٹر محمد اکرم وغیرہ کے خلاف اراضی کے تنازع کے سلسلہ میں کوئی مقدمہ درج ہونا نہ پایا گیا ہے۔ معاملہ زیر سماعت عدالت ہے۔ فیصلہ ہونے پر مطابق حکم تعمیل کی جائے گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! 3۔جولائی 2008 کو اسمبلی میں ایک تحریک التوائے کار پیش کی گئی تھی اس میں لاء منسٹر صاحب نے جواب دیا تھا کہ اس سکول کی اراضی پر قبضہ کیا گیا ہے۔ سابقہ حکومت کے ممبر فاروق امجد میر صاحب نے اپنی ساس کے نام پر یہ جگہ کروائی تھی۔ میں اس کی کاپی بھی پیش کر دیتا ہوں رانا صاحب نے اس پر on the floor of the House کہا تھا کہ انہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے اور ہم ان سے چھڑائیں گے۔ یہ 2008 کی بات ہے اور اب 2011 شروع ہو گیا ہے۔ اس وقت انہوں نے سات مرلوں پر کوٹھی بنائی تھی لیکن بعد میں انہوں نے سکول کی مزید دس مرلے جگہ پر چار دیواری بنالی ہے۔ جہاں back side پر بچوں کے لئے سکول کا گیٹ تھا جہاں سے بچے گزر کر اپنے گھروں کو جاتے تھے۔ انہوں نے پہلے سات مرلوں پر کوٹھی بنائی پھر مزید دس مرلوں پر قبضہ کر لیا جہاں وہ گاڑی کھڑی کرتے تھے وہاں بھی چار دیواری بنا کر گیٹ لگا لیا ہے، کیا حکومت اب اسے گرانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر داخلہ (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کے جواب میں تو یہ کہا گیا ہے کہ کیس بعدالت جناب کاشف قیوم سول جج، لاہور زیر سماعت ہے اور معاملہ sub-judice ہے۔ یہاں سوال میں ذکر ہے کہ ایک بااثر شخص نے قبضہ کر کے تین کوٹھیاں بنا رکھی ہیں۔ رات جب میں سوالات کی تیاری کر رہا تھا تو میں نے نوید انجم صاحب کو فون کیا اور ان سے کہا کہ آپ کے سوال میں ذکر ہے کہ وہاں پر تین کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں جبکہ محکمہ کی طرف سے اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ "گورنمنٹ ہائی سکول کے ہیڈماسٹر اور سلیم حسن وغیرہ کے مابین اراضی کا تنازع ہے، یہ کیس عدالت میں زیر سماعت ہے اور معاملہ

sub-judice ہے"کیا آپ نے یہ کوٹھیاں وغیرہ دیکھی ہیں، موقعے پر کیا صورتحال ہے؟اس وقت میرے پاس محکمہ کے لوگ بیٹھے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ ان سے اس بارے میں وضاحت طلب کروں۔نوید انجم صاحب نے مجھے رات کو بتایا کہ میں نے ابھی تک وہ جگہ دیکھی نہیں ہے۔اس پر میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ صبح اس جگہ کو دیکھ کر آئیں اور اس کے مطابق جو correct information ہو وہ میرے ساتھ discuss کر لیجئے گا۔اگر نوید انجم صاحب صبح وہاں سے ہو آئے ہیں تو یہ میرے ساتھ بیٹھ کر اپنی information discuss کر لیں۔اگر واقعی وہاں پر کوئی کوٹھیاں وغیرہ بنی ہوئی ہیں اور جو کیس عدالت میں چل رہا ہے یہ اراضی اس کے علاوہ ہے تو بالکل اس کو واگزار کرانے کے لئے کارروائی کی جائے گی۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ دس یا سات مرلے مزید encroachment کی گئی ہے اور یہ 2007 کے بعد کی گئی ہے۔میں آج صبح اسی وجہ سے لیٹ پہنچا ہوں کیونکہ میں اس جگہ کا visit کر کے آیا ہوں۔صورتحال یہ ہے کہ کوئی بھی مکان ایک دن میں تو نہیں بنتا۔کیا ہماری انتظامیہ سوئی ہوئی ہوتی ہے؟ یہ سب کچھ انتظامیہ کے ساتھ مل کر کیا جاتا ہے۔یہ لوگ بڑے بااثر ہیں۔رانا ثناء اللہ صاحب نے 2008 میں جب تحریک التوائے کار کا جواب دیا تو اس میں admit کیا تھا کہ اس زمین پر قبضہ کیا گیا اور ہم اس کو واگزار کرائیں گے۔2008,2009,2010 گزر گئے اور اب 2011 شروع ہو گیا ہے لیکن یہ قبضہ ابھی تک واگزار نہیں ہو سکا۔کیا ہماری انتظامیہ کیس کو عدالت میں proper pursue نہیں کرتی یا پھر عدالت بھی اس میں involve ہے؟ وہ پہلے زمین پر قبضہ کرتے ہیں، پھر عمارت بنانا شروع کرتے ہیں اور جب عمارت مکمل ہو جاتی ہے تو عدالت سے stay لے آتے ہیں اور یہ stay کئی سالوں تک چلتا رہتا ہے۔میری خواہش ہے کہ اس معاملے پر ایک کمیٹی بنا دی جائے۔یہ سکول کے بچوں کا معاملہ ہے اور پڑھائی کا معاملہ ہے۔انہوں نے سکول کی جگہ پر قبضہ کیا ہوا ہے۔وہ ہیڈ ماسٹر، سابق parliamentarian اور انتظامیہ کے لوگ سب ملے ہوئے ہیں۔مل جُل کر یہ قبضے در قبضے کئے جا رہے ہیں اور انہوں نے یہ چوتھی جگہ پر قبضہ کیا ہے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر کی یہ بات درست ہے کہ 2008 کے بعد 2009 گزر گیا، 2010 گزر گیا اور اب 2011 آ گیا ہے۔اگر اس جانب حکومت کے افسران نے کوئی توجہ نہیں دی تو نوید انجم صاحب نے بھی مجھ سے دوبارہ کوئی رابطہ نہیں کیا۔رات میرے ہی کہنے پر وہ آج صبح موقع پر گئے ہیں۔اگر یہ 2008,2009 یا 2010 میں وہاں پر گئے ہوتے اور اس تحریک کے بعد جو صورتحال

وہاں پر پیدا ہوئی ہے اس کو میرے علم میں لائے ہوتے تو اب تک ہم اس کا حل نکال چکے ہوتے۔اس تحریک التوائے کار کے جواب میں کروائی گئی یقین دہانی پر عملدرآمد نہ ہونے پر Assurance Motion دی جا سکتی تھی۔یہاں پر نئی کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔نوید انجم صاحب اس معاملے کو Assurance Committee میں agitate کر سکتے تھے کہ یہ جواب دیا گیا تھا اور اس کے بعد بھی وہاں پر مزید زمین پر قبضہ ہو رہا ہے یا قبضہ واگزار نہیں کروایا گیا۔رات تک تو نوید انجم صاحب کو خود بھی معلوم نہیں تھا، میرے کہنے پر وہ وہاں پر گئے ہیں۔اب نئی صورتحال کے حوالے سے وہ میرے ساتھ بیٹھ کر discuss کر لیں۔اس معاملے کو Assurance Committee میں لے جانا ضروری ہوا تو وہاں پر لے جائیں گے اور اگر سول جج صاحب کے پاس زیر سماعت ہونے کے باوجود اس پر متعلقہ ادارے action لے سکتے ہیں تو انشاءاللہ تعالیٰ وہ action کرائیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ویسے تو ناجائز تعمیرات کو گرانا میری ڈیوٹی میں شامل نہیں ہے اگر وزیر قانون صاحب سمجھتے ہیں کہ یہ parliamentarians کی ڈیوٹی ہے تو پھر میں انشاءاللہ تعالیٰ اس کو پورا کروں گا کہ میں ایک مثال quote کروں گا کہ میں نے تین مرتبہ اپنے ایم این اے کے خلاف اس House میں تحریک جمع کرائی کہ میرے ایم این اے نے 200 کنال پر قبضہ کیا ہوا ہے اس House نے تین مرتبہ اس تحریک کو reject کیا۔وزیر اعلیٰ صاحب نے چار ماہ پہلے اس بارے میں orders کئے تھے کہ اس جگہ کو واگزار کرایا جائے۔یہ جگہ لاہور کالج یونیورسٹی کے نام ہے۔ڈی سی او لاہور اس معاملے میں پوری طرح involve تھا۔رمضان المبارک 2008 میں اس زمین پر قبضہ شروع ہوا۔پہلے اس کی چار دیواری کی گئی پھر سڑکیں بنائی گئیں، سیوریج ڈالا گیا، پول لگائے گئے لیکن انتظامیہ کے کسی ذمہ دار نے ان کو منع نہیں کیا۔کیا یہ میری ذمہ داری ہے یا انتظامیہ کی ذمہ داری ہے؟ ڈی سی او لاہور اس کے ساتھ ملا ہوا تھا، ڈی ڈی او (آر) کینٹ اس کے ساتھ ملی ہوئی تھی، ای ڈی او (ریونیو) اس کے ساتھ ملا ہوا تھا۔یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور اس کی روک تھام کرنا کیا parliamentarians کی ڈیوٹی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب! میرا خیال ہے کہ جس طرح نوید انجم صاحب نے وہاں پر جا کر اس جگہ کو نہیں دیکھا اسی طرح متعلقہ انتظامیہ نے بھی اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ نوید انجم صاحب یہاں اس House میں ایک ایم این اے پر الزامات لگا رہے ہیں۔ان کے اپنے ایم این اے کے ساتھ بہت سارے معاملات چل رہے ہیں۔اُن کی طرف سے بھی ان پر بہت سارے الزامات لگائے گئے ہیں۔الیکشن کے

دوران سے یہ الزامات چل رہے ہیں۔ وہاں حلقے میں ان کی جس قسم کی بھی صورتحال ہے اس کو یہاں اس House میں اس انداز سے discuss کرنا اور ساری دنیا کو درمیان میں ملوث کرنا کسی طرح بھی مناسب اور قرین انصاف نہیں ہے اگر ان کا ایم این اے صاحب کے ساتھ کوئی معاملہ ہے تو یہ اس کو اس ایوان سے باہر یا اپنے حلقے میں طے کریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا اُن کے ساتھ کوئی ذاتی معاملہ تو نہیں ہے۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): ذاتی معاملات بھی ہوتے ہیں۔ بہرحال میرے پاس جو معلومات ہیں میں ان کو یہاں پر discuss کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ آپ parliamentarians ہیں اگر آپ کے حلقے میں کوئی غیر قانونی کام ہو رہا ہے تو ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس کی روک تھام کریں لیکن باہمی چپقلش کو House میں لا کر discuss کرنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے جبکہ دوسرا آدمی یہاں پر آ کر جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں۔ وزیر قانون صاحب بھی آپ کی approach میں ہیں اور حکومت بھی آپ کی ہے۔ اگر کوئی چیز غلط ہو رہی ہے تو اس کی روک تھام کریں لیکن اپنی ذاتی لڑائیوں کو اسمبلی کے floor پر نہ لائیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ میری کوئی ذاتی لڑائی نہیں ہے۔ وہاں کالج کی زمین پر قبضہ کیا گیا ہے، یہ زمین کالج کے نام پر ہے، میرے نام پر ہے اور نہ ہی یہ زمین میرے باپ دادا کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نوید انجم صاحب! میری بات سن لیں۔ اس کے اندر valid بات یہ ہے کہ اگر تین سال تک آپ نے وہ جگہ جا کر نہیں دیکھی تو وہ محکمہ جو کہ اس کا جواب دے رہا ہے کل رات تک ان کو بھی معلوم نہیں تھا کہ وہاں پر کیا صورتحال ہے اس لئے محکمہ کی بھی اس میں نااہلی بنتی ہے کیونکہ کل رات تک انہوں نے بھی جا کر اس جگہ کو دیکھا نہیں ہے۔ اس کا حل نکالیں اور اس حوالے سے آپ وزیر قانون صاحب کو ملیں۔ اگر پہلے وزیر قانون صاحب کی طرف سے آپ کو کوئی یقین دہانی کرائی گئی تھی اور اس پر عمل نہیں ہوا تو آپ اس معاملے کو Assurance Motion کے ذریعے لے کر آئیں اور Assurance Committee میں اس کو فوری طور پر take up کرائیں۔ آپ اس معاملے کو ایک legal طریقے سے اور rules کے تحت لے کر آئیں۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): محترم نوید انجم صاحب خود اس بات کے گواہ ہیں کہ ہم نے کبھی بھی کسی حلقے کے معاملات میں مداخلت کی ہے اور نہ ہی ہمیں کسی کے حلقے میں مداخلت کرنی چاہئے۔ایک معاملے میں نوید انجم کے خلاف ان ہی کی ایک عزیزہ کے ذریعے ایک غلط درخواست دلوائی گئی تھی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ مناسب نہیں ہوگا کہ ہم House میں ایک دوسرے پر اس قسم کے allegations لگائیں۔

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان): لغاری صاحب! بات allegations کی نہیں ہے بلکہ اگر ایک بات ہو رہی ہے تو اس کی وضاحت ہونی چاہئے کیونکہ باقی سارے ممبران بھی سن رہے ہیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ایک معاملے میں نوید انجم صاحب کے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کروایا گیا اور ان کے خلاف Media پر باقاعدہ ایک campaign چلائی گئی۔ میں نے اس معاملے میں ان کی بھرپور مدد کی تھی۔ میں نے اس معاملے میں ان کی یہاں تک مدد کی تھی کہ میں خود ان کے ساتھ پریس کلب میں گیا اور میں نے ان کے ساتھ پریس کلب میں بیٹھ کر پریس کانفرنس کی تھی۔اس کے بعد ایک channel مجھ سے ناراض ہوا اور اس پر میرے خلاف خبر چل رہی تھی کہ وزیر قانون کے دہشت گردوں کے ساتھ تعلقات ہیں۔اس میں وہ channel جو footage چلا رہا تھا اس میں ان کی پریس کانفرنس دکھائی جا رہی تھی اور کہا جا رہا تھا کہ یہ دیکھیں رانا صاحب ایک دہشت گرد کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے تو یہاں تک نوید انجم صاحب کی مدد کی ہے۔اس سوال کے حوالے سے بھی میں آپ کی ہر ممکن مدد کروں گا۔ میں نے رات بھی آپ سے کہا تھا کہ آپ آئیں، میرے ساتھ بیٹھیں، اپنی information کے حوالے سے میرے ساتھ discuss کریں اگر کوئی ایسا معاملہ ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس میں بھی ہم آپ کی مدد کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ٹھیک ہے۔اب اگلا سوال جناب طاہر اقبال چودھری صاحب کا ہے، وہ موجود نہیں ہیں تو اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 3711۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3711: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے تحت بچوں کی فلاح کے کل کتنے ادارے کام کررہے ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں اور ان میں کل کتنے بچے موجود ہیں ؟

(ب) مذکورہ بیورو میں بچے کس کس حوالے سے متاثر ہونے کے بعد آتے ہیں؟

(ج) متاثرہ بچوں میں جنسی تشدد کے بچوں کا تناسب کیا ہے اور ان کی rehabilitation کے لئے کیا خاص اقدامات اٹھائے جاتے ہیں ؟

(د) بچوں کی والدین یا عزیزواقارب کو واپسی کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر داخلہ (راناثناء اللہ خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے کل پانچ ادارے کام کر رہے ہیں جیسے لاہور، گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی اور ان میں بچوں کی کل تعداد 806 ہے۔ برائے ملاحظہ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) والدین میں علیٰحدگی سے یا ان کے فوت ہو جانے کی وجہ سے یا نجی جھگڑے کی وجہ سے اور غربت کی وجہ سے، بے روزگاری کی وجہ سے مدرسوں اور سکول میں مار پٹائی کی وجوہات سے بچے بیورو میں آتے ہیں۔

(ج) ایسے متاثر بچوں میں جنسی تشدد کا تناسب تقریباً 12 فیصد ہے ایسے بچوں کو محفوظ ماحول مہیا کیا جاتا ہے ان کی سائیکالوجسٹ کے ذریعے کونسلنگ کی جاتی ہے اور مزید exploitation سے بچایا جاتا ہے۔

(د) بچوں کے والدین چائلڈ پروٹیکشن کورٹ میں پریزائیڈنگ آفیسر کو درخواست دیتے ہیں اور اس درخواست کو مدنظر رکھتے ہوئے پریزائیڈنگ آفیسر بچے کا ریکارڈ طلب کرتے ہیں۔ درخواست اور ریکارڈ کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ دیتے ہیں اور والدین سے ایک ضمانتی ضمانت کے طور پر لیتے ہیں کہ دوبارہ بچہ destitute & neglect نہ ہو۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں ایوان کی میز پر جو تفصیل رکھی گئی ہے اس میں figures غلط ہیں۔ یہاں جواب میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں بچوں کی تعداد 806 بتائی گئی ہے جبکہ ایوان کی میز پر جو تفصیل رکھی گئی ہے اس کی counting کرنے کے بعد یہ تعداد 600 کے قریب بنتی ہے تو میں وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس کی صحیح تفصیل ایوان کی میز پر کیوں نہیں رکھی گئی، دوسرا، بچوں کو rescue اور reunite کرنے کا کیا مطلب ہے، کیا گھروں میں جا کر

بچوں کو rescue کیا جاتا ہے اور اگر reunite کیا جاتا ہے تو کیسے locate کیا جاتا ہے کہ یہ کس کا بچہ ہے، کہاں سے تعلق رکھتا ہے اور کیا یہ بچے صحیح ہاتھوں میں واپس جا رہے ہیں یا پھر مزید exploitation کا شکار ہو رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ آپ rescue اور reunite کے الفاظ کہاں سے پڑھ رہی ہیں، یہ جواب میں کہاں پر لکھا ہوا ہے؟

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! اس کی جو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے یہ میں اس کے اندر سے پڑھ رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہماری معزز ممبر نے calculation کر کے یا otherwise اگر کوئی غلطی detect کی ہے تو میں وہ ان کے ساتھ discuss کر لیتا ہوں لیکن اس میں یہ ساری چیز بڑی وضاحت کے ساتھ درج ہے کہ والدین کی علیحدگی، نجی جھگڑے، اُن کے فوت ہو جانے کی وجہ سے، غربت، بے روزگاری، مدرسوں اور سکول میں مارپٹائی کی وجہ سے یہ بچے گھر یا سکول سے بھاگ کر
دربار داتا صاحب یا سڑکوں پر آوارہ پھرتے ہیں لیکن ابھی تک یہ trend تو نہیں ہے کہ کوئی بچوں کو وہاں پر آ کر چھوڑ جائے۔ اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے عہدے کے ایک پریذائیڈنگ آفیسر Child Court Protection کو preside کرتے ہیں تو وہاں پر کسی بچے کے حقیقی ماں باپ آئیں یا کوئی مخیر حضرات آئیں جو یتیم اور بے سہارا بچوں کو اپنی کفالت میں لینا چاہیں تو عدالت میں باقاعدہ ایک procedure کے مطابق انہیں اپنے بارے میں ساری information دینی پڑتی ہے اور وہاں پر اشٹامپ پر یہ بات guaranteed کرنا پڑتی ہے کہ وہ آئندہ سے ان بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہتر انداز سے خیال رکھیں گے اُس کے بعد بچوں کو اُن کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ 806 بچے ہیں۔ میرے پاس جو کاپی ہے اس میں گوجرانوالہ میں 193، ملتان میں 72 اور فیصل آباد میں 78 بچے ہیں تو یہ 806 بچوں والا نمبر درست نہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ تعداد میں کمی بیشی کیوں آ رہی ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے پاس جو تفصیل ہے اس کے مطابق total rescued in Gujranwala 2934 ہیں، present in Gujranwala 88 ہیں تو اس طرح سے پانچوں بڑے شہروں میں Grand Total of CPI 8579 ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! محترم لاء منسٹر جو تعداد بتا رہے ہیں اور جو تعداد اس جواب میں درج ہے اس میں فرق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ document اپنے معزز ممبر کو بھیج دیتا ہوں یہ اس کو confirm کر لیں اگر اس میں کوئی فرق ہے تو اُس کو دیکھ لیتے ہیں۔ میرے پاس جو تفصیل ہے اس کے مطابق لاہور میں 227، ملتان میں 45، گوجرانوالہ میں 88، فیصل آباد میں 37 اور راولپنڈی میں 53 بچے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی بات کو چیلنج نہیں کر رہا لیکن میں کہہ رہا ہوں کہ ایوان میں جو تفصیل دی گئی ہے اور محترم لاء منسٹر جو اعداد و شمار بیان کر رہے ہیں وہ آپس میں نہیں ملتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایوان میں اس date کی تفصیل دی جائے گی جس date کو سوال موصول ہوا۔ صوبہ پنجاب میں Child Protection Bureau کے کل پانچ ادارے کام کر رہے ہیں جیسے لاہور، گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی، ان میں بچوں کی کل تعداد 806 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے پاس جو تفصیل ہے وہ میں لاء منسٹر صاحب کو بھجوا دیتا ہوں اور ساتھ ہی calculator بھی بھجوا دیتا ہوں، یہ اس کو چیک کر لیں۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو چیک کر لیتا ہوں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جیسے لاء منسٹر صاحب نے ابھی فرمایا کہ parents میں سے کسی ایک سے ضمانت لے کر بچے کو واپس کر دیا جاتا ہے، جب بچے کو واپس کر دیا جاتا ہے تو کیا ادارہ دوبارہ یہ چیک کرتا ہے کہ اب بچے کس حال میں ہیں، کیا وہ دوبارہ اُن مسائل کا شکار تو نہیں ہو گئے؟ میں دوسری بات یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ جواب کے جز (د) کی آخری لائن ہے کہ "اور والدین سے ایک ضمانتی ضمانت

کے طور پر لیتے ہیں۔" تو اس کا مطلب ہے کہ وہ بچے جن کے والدین میں سے کوئی زندہ نہ ہو تو کیا اُن بچوں کو کوئی شخص بھی اپنی کفالت میں نہیں لے سکتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ تو established law ہے کہ وہاں پر guardian آ جاتا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! آپ محترمہ کے پہلے ضمنی سوال کا جواب دے دیں۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں بڑی وضاحت کی گئی ہے کہ پریذائیڈنگ آفیسر درخواست اور ریکارڈ کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ دیتے ہیں اور والدین سے ایک ضمانتی ضمانت کے طور پر لیتے ہیں۔ ضامن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عدالت میں لکھ کر دے جاتا ہے کہ میں اس چیز کو چیک کرتا ہوں گا اور اگر اس میں کوئی کمی بیشی ہو گی تو میں عدالت کو inform کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 3714۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ آمنہ الفت کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

پی پی۔152 لاہور تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3714: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔152 لاہور میں کل کتنے تھانے اور چوکیاں موجود ہیں ان میں کتنی نفری ہے؟

(ب) مذکورہ حلقہ میں جنوری 2008 سے جون 2009 تک اغواء، چوری، ڈکیتی، موٹر سائیکل و موٹر کار چھیننے، موبائل فون چھیننے، قتل اور زناء کے کتنے کیس رجسٹر ہوئے ہیں ہر تھانے کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) پی پی حلقہ۔152 میں کل 6 پولیس سٹیشن اور 4 چوکیاں ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ نمبر۔152 پی پی میں جنوری 2008 سے جون 2009 تک اغواء، چوری، ڈکیتی، موٹر سائیکل و موٹر کار چھیننے، موبائل فون چھیننے قتل اور زناء کے مقدمات کی تفصیل تھانہ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ "حلقہ پی پی-152 میں 6 پولیس سٹیشن اور 4 چوکیاں ہیں۔" تفصیل میں 2 تھانوں کا ذکر ہے شاید مجھے misunderstanding ہو رہی ہے تو لاء منسٹر صاحب اس کی ذرا وضاحت کر دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی تفصیل میں جواب جز (الف) ہے کہ "حلقہ پی پی-152 میں کل دو تھانے ہیں جن کی تفصیل ذیل ہے۔ answer sheet میں ہے کہ حلقہ پی پی-152 میں کل 6 پولیس سٹیشن اور 4 چوکیاں ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔" یہ بالکل contradiction ہے اس کو pending فرمالیں تو اس کی correction کروا لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ سوالات کے بار بار، بار بار، بار بار غلط جوابات آتے ہیں۔ سپیکر صاحب نے بہت دفعہ اس پر ناراضگی کا اظہار کیا، آپ بھی مہربانی کر کے کوئی ذرا سخت سے جملے کہہ دیں شاید آپ کے الفاظ کا کچھ اثر ہو جائے۔ محکمے اسمبلی کے بزنس کو seriously نہیں لیتے، یہ ایک established fact ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب! ہر محکمے کے حوالے سے بار بار mind set سامنے آ رہا ہے کہ اسمبلی بزنس کو serious لیا ہی نہیں جا رہا اور اس سوال کے جواب میں اتنا بڑا فرق ہے کہ کہاں پر 6 تھانے اور کہاں پر 2 تھانے؟ ان میں ایک تھانہ تو شاید سمن آباد لکھا ہوا ہے لیکن سمن آباد تو حلقہ پی پی-152 میں fall ہی نہیں کرتا۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): میرا خیال ہے کہ جناب سپیکر! 2 تھانوں اور 4 چوکیوں کا figure شاید confuse ہوا ہے تو میں اس کی تفصیل لے لیتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اپوزیشن کا مطلب یہ نہیں کہ ہم مخالفت برائے مخالفت کرتے رہیں، ہم گورنمنٹ کی بار بار correction کر رہے ہیں، ہماری طرف سے بار بار بتایا جاتا ہے اور I am sorry to say. کہ میں "تڑی" لگا دوں کہ ہم Privilege Motion لے آئیں گے کیونکہ اس کا یہ حل نہیں ہے۔ یہ چیز آپ کے سامنے موجود ہے اور اس کو easily کہہ دینا کہ:

This is misunderstanding. It is not misunderstanding.

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ اس چیز کو دیکھ کر متعلقہ بندے کے خلاف کارروائی کریں۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حلقہ پی پی۔152 میں اگر 2 تھانے اور 4 چوکیاں ہیں اس طرح سے یہ 6 کا figure بنتا ہے یا 6 تھانے ہیں تو کیا اس سے کوئی difference آ سکتا ہے؟ اس سے پبلک کا کون سا مفاد متاثر ہو جائے گا کہ اس پر یہی بات بار بار کی جا رہی ہے کہ 6 کی جگہ 2 کیوں آ گیا اور 2 کی جگہ 4 کیوں آ گیا ہے، معاملہ یہ ہے کہ پی پی۔152 کا علاقہ طے ہے جہاں پر چار چوکیاں اور دو تھانے ہیں اس طرح یہ چھ ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! بات یہ نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اس پر بحث نہیں ہو سکتی صرف سوال ہی ہو سکتا ہے۔ آپ نے جو بات point out کی ہے وہ ٹھیک ہے اس پر وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ چیک کریں گے۔ میں رانا صاحب سے بھی کہوں گا کہ وہ متعلقہ لوگوں سے اس بارے میں پوچھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ کہہ دینا کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے میں یہ کہتی ہوں کہ فرق کیونکہ نہیں پڑتا؟ 2009 میں یہ جواب آیا ہے اور دو سال میں وہاں کتنی چوکیوں کو extend کیا گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ دو سال میں دہشتگردی بڑھی ہے اس حساب سے ہم نے کتنی نفری بڑھائی ہے، کتنے تھانے بنائے ہیں؟ رانا صاحب کا یہ کہہ دینا کہ دو یا تین تھانوں سے کیا فرق پڑتا ہے تو بہت فرق پڑتا ہے اگر سمجھا جائے۔ اگر home work کیا جائے تو بہت فرق پڑتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ چیک کر کے بتائیں گے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 3761 ہے۔

سول ڈیفنس لاہور میں رضاکاروں کی تعداد و تفصیل

*3761: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سول ڈیفنس لاہور میں رضاکاروں کی کل کتنی تعداد ہے؟

(ب) حلقہ پی پی۔147 لاہور میں سول ڈیفنس کے کل کتنے مراکز ہیں نیز یہ مراکز کہاں کہاں پر واقع ہیں اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت اگلے مالی سال10۔2009 میں اس حلقے میں سول ڈیفنس کے مراکز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) لاہور میں رضاکاروں کی تعداد سات ہزار ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔147 لاہور میں سول ڈیفنس کے دو مراکز ہیں۔

1۔ ڈویژنل آفس تنظیم شہری دفاع علامہ اقبال روڈ۔

2۔ گروپ آفس عقب تھانہ گڑھی شاہو۔

(ج) لاہور سول ڈیفنس کے مزید مراکز قائم کرنے کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو ADP سکیم بھجوائی جا چکی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس کے جز (الف) میں رضاکاروں کی جو تعداد بتائی گئی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو رضاکار رکھے جاتے ہیں وہ کس criteria کے تحت رکھے جاتے ہیں، کیا ان کی تربیت کا کوئی باقاعدہ انتظام کیا جاتا ہے اور کس شیڈول کے مطابق ان کو تربیت دی جاتی ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سوال کا جز (الف) یہ ہے کہ "سول ڈیفنس لاہور میں رضاکاروں کی کل کتنی تعداد ہے؟" اس کا جواب یہ ہے کہ "لاہور میں رضاکاروں کی تعداد 7000 ہے۔" سوال میں اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں پوچھی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! Criteria سے متعلق آپ کا نیا سوال بنتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جب رضاکار کی بات ہو رہی ہے تو پھر رضاکاروں کو کیا تربیت دی جاتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ کا سوال تعداد، مراکز اور مزید مراکز بنانے کے بارے میں ہے۔ Criteria تو بالکل نیا سوال بنتا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! چلیں، میں جز (ج) سے متعلق ضمنی سوال کر لیتی ہوں کہ اس سوال کے جواب کو آئے ہوئے ڈیڑھ سال ہو گیا ہے کہ ADP کو سکیم بھجوائی جا چکی ہے تو اب اس کا status کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا یہ سوال valid ہے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو سکیم بھجوائی گئی تھی وہ local ADP تھی یعنی سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ADP تھی وہ take up نہیں ہوئی تو اس لئے اب اس کی کوئی پوزیشن نہیں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! کیا آئندہ گورنمنٹ مزید دفاتر بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! کیا مزید دفاتر بنانے کا ارادہ ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سر دست اس میں میرے پاس information نہیں ہے کیونکہ نہ ہی آئندہ کے متعلق پوچھا گیا تھا۔ یہ ADP close ہو چکی ہے اس لئے آئندہ کے لئے کوئی information نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 3868 ہے۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ عائشہ جاوید کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

خواتین کو آگ لگانے / تیزاب پھینکنے سے متعلقہ تفصیلات

*3868: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں پچھلے تین ماہ (یکم اپریل تا 30۔جون 2009) کے دوران 40 خواتین کو تیزاب اور 101 کو آگ سے جلایا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ واقعات ناقص قوانین اور ان پر مؤثر عملدرآمد نہ ہونے کے باعث پیش آئے؟

(ج) کیا مذکورہ کیسز میں ملزمان کو گرفتار کر کے سزا دی گئی ہے، اگر ہاں تو تفصیل سے آگاہ کیا جائے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(د) حکومت مذکورہ سنگین مسئلہ سے نبٹنے کے لئے کون سے خصوصی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیلی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست نہ ہے جبکہ مذکورہ عرصہ میں صرف 4 خواتین کو تیزاب سے جلانے کے مقدمات رپورٹ ہوئے ہیں اور آگ سے جلانے کا کوئی مقدمہ رپورٹ نہ ہوا ہے۔

(ب) اس سلسلہ میں موجودہ قوانین کے تحت فوری طور پر کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے لیکن اکثر مقدمات میں مدعیان کی عدم پیروی کی وجہ سے خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہو پاتے ہیں۔

(ج) دوران عرصہ درج ہونے والے 4 مقدمات کا چالان عدالت میں بھیجا جا چکا ہے جو کہ زیر سماعت ہیں۔

(د) مذکورہ واقعات کی روک تھام کے لئے تمام ضلعی پولیس افسران کو مندرجہ ذیل ہدایات جاری کی جا چکی ہیں۔

1۔ اس سلسلہ میں آپ اپنے اپنے حلقہ میں تعینات SDPO/SHOs/I..Os کو مناسب ہدایات دیں کہ جیسے ہی ان میں کسی لڑکی / عورت پر تیزاب پھینکنے یا اس کے کسی گیس یا مٹی کے تیل کا چولہا پھٹنے سے زخمی ہونے کی اطلاع ملے تو فوراً اپنے سینئر آفیسر SHO/SDPO کو ہمراہ لے کر وقوعہ پر پہنچ کر واقعہ کی تصدیق و تفتیش کریں کیونکہ متعلقہ سینئر پولیس احکام موقعہ پر پہنچ کر کم وقت میں آسانی سے حقائق کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں۔اگر لڑکی / عورت ابھی تک جائے وقوعہ پر موجود ہو تو فوراً نزدیک ترین ہسپتال میں برائے طبی امداد منتقل کریں۔ اگر لڑکی / عورت بیان دینے کے قابل ہو تو ڈاکٹر کی موجودگی میں تفتیشی آفیسر اس کا بیان زیر دفعہ 161ض ف قلمبند کرے۔ اگر متاثرہ لڑکی / عورت کی زندگی خطرے میں ہو تو اس کا بیان نزع بمطابق پولیس رولز 21.25 قلمبند کیا جانا چاہئے۔

2۔ ابتدائی طبی امداد کے بعد متاثرہ لڑکی / عورت کو ڈاکٹر کے مشورے / رائے کی روشنی میں کسی ایسے ہسپتال میں منتقل کیا جائے جہاں پر باضابطہ Burn Unit موجود ہو اور متاثرہ لڑکی / عورت کا مناسب علاج ہو سکے۔

3۔ دوران تفتیش اگر متاثرہ لڑکی / عورت اپنی زندگی کے حوالے سے ملزم فریق کی جانب سے کسی قسم کے خطرے کا امکان ظاہر کرے تو ایسی صورت میں متاثرہ لڑکی / عورت کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔

4۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ لڑکی کو جان بوجھ کر تیزاب پھینک کر یا مٹی کا تیل پھینک کر جلانے سے اس کی موت واقع ہوئی ہے تو پولیس افسران کو حسب ضابطہ کارروائی بابت قتل عمد عمل میں لانی چاہئے۔

5۔ پولیس کا یہ بھی فرض ہے کہ دوران سماعت مقدمہ متاثرہ لڑکی / عورت کو مکمل تحفظ اور اگر اس کے لواحقین اسے قبول نہ کریں یا ملزمان سے اسے کوئی خطرہ ہو تو پولیس ایسی صورت میں متاثرہ لڑکی / عورت کو دارالامان میں بھجوائے۔

6۔ ایسے واقعات کا چالان عدالت میں دیئے جانے کی صورت میں متعلقہ SHO کا فرض ہے کہ وہ شہادت استغاثہ کی پہلی تاریخ پیشی پر تمام گواہان استغاثہ کی تعمیل کروا کر انہیں پیش عدالت کرے تاکہ ملزمان کم از کم وقت میں کیفر کردار تک پہنچ سکیں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں نے جز(ب) کے حوالے سے یہ پوچھنا ہے کہ جب کسی عورت پر تیزاب گرتا ہے تو اس کا مقدمہ کس قانون کے تحت درج ہوتا ہے، کیا دفعہ 302 لگائی جاتی ہے یا وہ injury کے شمار میں آتا ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تیزاب پھینکنے کے کیسوں میں 302 تو اسی وقت ہو سکتا ہے جب اس عمل سے کوئی خاتون یا مرد جس پر تیزاب پھینکا جائے، وہ ہلاک ہو جائے لیکن اس میں injury کی نوعیت کے مطابق جو میڈیکل رپورٹ بنائی جاتی ہے اس کے مطابق دفعات لگتی ہیں۔ پچھلے سال یہ واقعات بہت زیادہ ہوئے تھے اس لئے ہماری ایک کمیٹی ہے جو ایسے heinous offences کو deal کرتی ہے اور اس کی ماہانہ میٹنگ ہوتی ہے۔ اس میں یہ فیصلہ ہوا تھا جسے بعد میں چیف منسٹر صاحب نے approve بھی کیا کہ خواتین پر تیزاب پھینکنے والے کیس میں ATA-7 کا اطلاق ہوگا۔ اب پچھلے سال سے جتنے بھی اس قسم کے مقدمات درج ہوئے ہیں ان میں ATA-7 کا اطلاق ہوا ہے۔ ان مقدمات میں زیادہ تر خاوند، بھائی یا اسی علاقہ کا کوئی اوباش آدمی ملوث ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا خاندانی سسٹم ایسا ہے کہ لوگ ادھر ادھر سے pressurize کر کے صلح کر لیتے ہیں اور وہ مظلوم عورت اس قابل نہیں ہوتی کہ وہ تمام معاشرے کے pressure کو sustain کرے اور اپنے کیس کی پیروی کرے۔ اس لئے ATA-7 کا اطلاق کیا گیا تھا تاکہ ایسا مقدمہ قابل راضی نامہ نہ رہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ standing orders بھی ہیں کہ وہ تھانہ جس کے علاقہ میں یہ واقعہ رونما ہوگا اگر ملزم ایک ہفتے کے اندر گرفتار نہیں ہوگا تو اس تھانے کے SHO کے خلاف فوری طور پر تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ میں یہ کہتے ہوئے مطمئن ہوں کہ تیزاب پھینکنے کے واقعات میں بہت نمایاں کمی ہوئی ہے پہلے معاملہ یہ تھا کہ ایک ایک ماہ میں چھ سات واقعات ہو جاتے تھے اب ان کی تعداد بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! مجھے یاد ہے کہ 2003 میں، میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی کہ Acid throwing کو murder attempt recognize کیا جائے اس قانون میں problem یہ ہے کہ جب کوئی کسی پر تیزاب پھینکتا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر ضمنی سوال کریں۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! میں صرف ایک پوائنٹ لاء منسٹر صاحب کو پیش کرنا چاہتی ہوں کہ جب کوئی کسی پر تیزاب پھینکتا ہے تو وہ ایک slow death ہوتی ہے اور ایک victim کو موت کے منہ میں جاتے ہوئے تین چار ہفتے لگ جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ جو بات کہنا چاہتی ہیں کہ سیکشن کا اضافہ کیا جائے کہ تیزاب پھینکنے سے موت ہو گئی ہے اور پہلے پرچہ درج ہو گیا ہے اور وہ injuries کی بنیاد پر درج ہوا ہے تو 302 بعد میں بھی لگ سکتی ہے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے یعنی بعد میں دفعہ 302 کا اضافہ ہو سکتا ہے اس میں law بڑا clear ہے۔ جی، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہ سوال تقریباً دو سال پرانا ہے۔ کیا معزز منسٹر صاحب فرما سکیں گے کہ جب سے سوال دیا گیا ہے اس وقت سے اب تک کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے پاس ہر ضلع کے مطابق تفصیل موجود ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ پچھلے سال ان کی تعداد کافی زیادہ تھی لیکن جب سے ATA-7 کا اس میں اطلاق ہوا ہے تو اس کے بعد latest information یہ ہے کہ اپریل تا جون چار مقدمات، باقی اضلاع میں یا پورے پنجاب میں اور دو مقدمات لاہور میں درج ہوئے ہیں، ان میں کافی کمی اور کنٹرول پایا گیا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: کافی سے تو تعداد پتا نہیں چلتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے exact figure نہیں مانگی تھی۔ آپ ان سے مل لیں تو وہ آپ کو exact figure دے دیں گے۔

محترمہ عائشہ جاوید: ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں لکھا گیا ہے کہ "اکثر مقدمات میں عدم پیروی کی وجہ سے خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہو پاتے ہیں۔ مقدمات کی عدم پیروی کی بہت بڑی وجہ غربت بھی ہے" کیا حکومت ان لوگوں کو قانونی چارہ جوئی کے لئے وکیل کی سہولت فراہم کرتی ہے اگر کرتی ہے تو اب تک کتنے لوگوں کو وکیل کی سہولت فراہم کی جا چکی ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن کیسوں کا specifically ذکر ہو رہا ہے ان میں عدم پیروی کی وجہ سو فیصد راضی نامہ ہے چونکہ خواتین اسی علاقے، اسی خاندان اور اسی گھر سے ہوتی ہیں اس کو ہم نے cure اس طرح کیا ہے کہ ATA-7 کے اطلاق کے بعد وہ معاملہ قابل راضی نامہ نہیں رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میرا سوال نمبر 3879 ہے۔

لاہور جنوری تا جولائی 2009 کے دوران جلائی جانے والی خواتین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3879: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں جنوری تا جولائی 2009 کے دوران کتنی خواتین کو جلایا گیا ہے؟

(ب) لاہور میں متذکرہ پیریڈ کے دوران کتنی خواتین زندہ بچیں اور کتنی خواتین اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ڈسٹرکٹ لاہور میں جنوری تا جولائی 2009 کے دوران خواتین کو جلائے جانے کے 6 مقدمات درج ہوئے جن کی تفتیش انوسٹی گیشن ونگ عمل میں لا رہا ہے۔

(ب) جنوری 2009 تا جولائی 2009، چار عورتیں جاں بحق ہو گئیں جبکہ تین عورتیں زندہ بچ گئیں۔ (ڈویژنل رپورٹ برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں مجھے جو تفصیل دی گئی ہے اور میرے سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ 6 مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں سے چار خواتین ہلاک ہو گئی ہیں اور جو تفصیل مجھے دی گئی ہے اس میں ایک مقدمہ جو 2009-06-10 کو دفعہ 324 کے تحت درج ہوا تھا جو بعد میں خاتون کی وفات کی وجہ سے دفعہ 302 میں ایزاد ہو گیا اور بوٹا عرف وکی کو گرفتار کیا گیا اسی طرح ایک اور ملزم عبدالجبار بھی فرار ہو گیا اور ملزم شہزاد بھی اشتہاری ہے کیا ان کو اب تک گرفتار کیا جا چکا ہے کیونکہ سوال کو تقریباً ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سوال میں اس تفصیل کے متعلق نہیں پوچھا گیا تھا بہر حال محترمہ یہ ایف آئی آر مجھے دے دیں تو اگر وہ ملزمان گرفتار نہیں ہوئے تو یہ ہدایت دی جائے گی کہ اُن کو گرفتار کیا جائے اور اگر گرفتار ہو چکے ہیں تو ان کی information دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں وہ آپ کو latest information provide کر دیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ acid سے جلنے والی خاتون خود بھی witness ہوتی ہے جو میرے خیال میں اُس سے بڑی گواہی کوئی نہیں ہوتی لیکن اس کا follow up تو آج تک آیا ہی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ پچھلے سوال پر بات کر رہی ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں نگہت ناصر شیخ والی بات کر رہی ہوں۔ پچھلا اور یہ دونوں ایک جیسے ہی سوال ہیں۔ میں اس پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ جب خاتون خود witness ہے اور وہ زندہ بھی ہے تو آیا legal aid کی ضرورت جو state نے دینی ہے اُس میں کوئی follow up نظر آئے تاکہ آئندہ سے کوئی تیزاب نہ پھینکے اس پر حکومت کیا کر رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! ویسے تیزاب اور زندہ جلانے والے دونوں معاملات کافی serious ہیں لیکن جو legal aid کی بات محترمہ کر رہی ہیں کیا اس کا as such کوئی procedure ہے کہ ان کو دونوں طرح کی legal aid provide کی جائے؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Criminal Justice System کے مطابق ہر عدالت میں ایک پراسیکیوٹر جس نے مدعی کی طرف سے کیس کی پیروی کرنی ہے موجود ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: میرا سوال نمبر 3932 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

2009 سے آج تک تھانہ چک جھمرہ فیصل آباد میں قتل کے مقدمات کی تفصیلات

*3932: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جون 2009 سے آج تک تھانہ چک جھمرہ (فیصل آباد) میں قتل کے کتنے مقدمات درج ہوئے، ان مقدمات کے نمبر ز اور تاریخ مع نام مدعی بیان کریں؟

(ب) ان مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے، کتنے ملزمان مفرور ہیں، مفرور ملزمان کے نام و پتا جات بتائیں؟

(ج) قتل کے کتنے نامزد ملزمان کو گرفتار کر کے چھوڑ دیا گیا، ان کے نام و پتا جات بتائیں نیز ان کو چھوڑنے کی وجوہات کیا ہیں کیا پولیس کو نامزد ملزمان کو چھوڑنے کا اختیار ہے یا عدالت کو؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یکم جون 2009 سے آج تک تھانہ چک جھمرہ ضلع فیصل آباد میں قتل کے 11 مقدمات درج ہوئے، جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان مقدمات میں اب تک چھ ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں جبکہ بارہ ملزمان تا حال مفرور ہیں۔ فہرست ملزمان گرفتار شدہ و مفروران ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اگر ملزم گرفتاری سے قبل بے گناہ ہو جائے تو پولیس اسے چھوڑ سکتی ہے لیکن اگر ملزم گرفتاری کے بعد دوران تفتیش بے گناہ ہو جائے تو اس کو عدالت میں پیش کیا جاتا ہے اسے عدالت کو چھوڑنے کا اختیار ہے۔ ان مقدمات میں اب تک 11 ملزمان کو دوران تفتیش بے گناہ ثابت ہونے پر چھوڑ دیا گیا جو کہ درج ذیل ہیں۔

عنوان مقدمہ	بے گناہ ملزمان کے نام
1۔ مقدمہ نمبر 294 مورخہ 09۔06۔08 بجرم 149/148/324/302 ت پ تھانہ چک جھمرہ	1۔ اعجاز عرف پپو ولد اکرم راجپوت سکنہ 293 رب 2۔ خالد محمود ولد اکرم راجپوت سکنہ 293 رب 3۔ غضنفر شاہ ولد مراد قوم سید سکنہ 293 رب 4۔ حسنین شاہ ولد چراغ شاہ سکنہ 355 رب
2۔ مقدمہ نمبر 318 مورخہ 09۔06۔20 جرم 34/302 ت پ تھانہ چک جھمرہ	1۔ ناظم ولد منور حسین قوم جٹ سکنہ 151 رب 2۔ علی شاہ ولد ثناء اللہ قوم جٹ سکنہ 151 رب 3۔ وقار عرف مٹھو ولد محمد بوٹا قوم جٹ سکنہ 151 رب

3۔ مقدمہ نمبر 415 مورخہ 09-06-20 جرم 149/148/109/302 ت پ تھانہ چک جھمرہ

1۔ محمد نعیم ولد محمد سلیم راجپوت سکنہ چک نمبر 195 رب
2۔ محمد امجد ولد محمد سرور قوم راجپوت سکنہ چک نمبر 195 رب
3۔ محمد اعظم ولد محمد سرور قوم راجپوت سکنہ چک نمبر 195 رب
4۔ محمد ناصر ولد انور قوم راجپوت سکنہ چک نمبر 195 رب

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب ہے کہ ان مقدمات میں اب تک 6 ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور 12 ملزمان تاحال مفرور ہیں۔ فہرست ملزمان گرفتار شدہ مفروران ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ جواب مورخہ 22۔ جولائی 2009 کو آیا ہے لہذا میری request ہے کہ اشتہاری ملزمان کی update list مجھے دے دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! یہ جواب یکم فروری 2010 کو آیا ہے لیکن آپ اب تک کی update list مانگ رہے ہیں لہذا آپ لاء منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں وہ آپ کو لسٹ دے دیتے ہیں۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اُس وقت کی پوزیشن answer sheet میں درج ہے لیکن update list میرے پاس موجود ہے جو میں ان کو مہیا کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: سوال نمبر 3933۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تھانہ چک جھمرہ فیصل آباد میں مقدمات کی تعداد و ملزمان کی گرفتاری کی تفصیلات

*3933: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ چک جھمرہ (فیصل آباد) میں یکم جنوری 2009 سے آج تک کتنے مقدمات درج ہوئے ہیں اور کس کس جرم کے تحت درج ہوئے ہیں؟

(ب) ان مقدمات کے کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ملزمان مفرور ہیں، مفرور ملزمان کے نام، پتاجات اور مقدمہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) کتنے ملزمان اشتہاری ہیں ان ملزمان کے نام، پتاجات اور مقدمہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) کتنے ملزمان کو ایس ایچ او یا دیگر پولیس ملازمین نے تفتیش کے دوران بے گناہ قرار دے کر چھوڑا ان کے نام، پتاجات اور مقدمہ جات بتائیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) تھانہ چک جھمرہ فیصل آباد میں یکم جنوری 2009تا09۔08۔28درج ہونے والے مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کل مقدمات=473

قتل =15	زناء =5	382ت پ =2	سرقہ عام =35
اقدام قتل =13	ضرر =43	وہیکلز چھیننا=6	سرقہ مویشی =18
اغواء برائے تاوان=2	ڈکیتی =12	وہیکلز چوری =9	ناجائز اسلحہ =126
اغواء =11	راہزنی =15	نقب زنی =7	منشیات =85
			متفرق =72

(ب) ان مقدمات میں 705ملزمان گرفتار ہوئے جبکہ 101ملزمان مفرور ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مقدمات میں 26ملزمان کو اشتہاری قرار دیا گیا ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان مقدمات میں پولیس نے دوران تفتیش 59ملزمان کو بے گناہ قرار دیا جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ محمد اسلام: اس سوال کے متعلق بھی میری یہی گزارش ہے کہ جواب 8۔نومبر 2009کو آیا ہے۔ جواب میں بتایا گیا ہے کہ 705ملزمان گرفتار ہوئے جبکہ 101ملزمان مفرور ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس میں بھی میری یہ requestہے کہ اگر اس سوال کو بھی updateکر دیا جائے تو مجھے پتا چل جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب اس کی بھی update listآپ کو provideکر دیں گے۔ اگلا سوال جناب شاہجہان احمد بھٹی صاحب کا ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3935 ہے اور ریکارڈ کے لئے میری درخواست ہو گی کہ لاء منسٹر صاحب اس کا جواب پڑھ کر ایوان کو سنادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! جواب پڑھ کر سنائیں۔

ننکانہ صاحب میں اسلحہ برانچ میں بے ضابطگیوں کی تفصیلات

*3935: جناب شاہجہان احمد بھٹی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ننکانہ صاحب اسلحہ برانچ میں بڑے پیمانے پر بے ضابطگیاں پکڑی گئی ہیں؟

(ب) ان بے ضابطگیوں کی نوعیت کیا تھی، تفصیل بتائی جائے؟

(ج) بے ضابطگی میں ملوث افسران واہلکاران کے نام بھی بتائیں؟

(د) حکومت نے اب تک یہ بے ضابطگیاں کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے، تفصیلاً بتائیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) ڈی سی او ننکانہ صاحب کے حکم نامہ نمبر 585/HC(C) مورخہ 05-5-2009 کے تحت تشکیل شدہ ٹیم نے 05-05-2009 کو اسلحہ برانچ کے ریکارڈ کی چھان بین کی تو مندرجہ ذیل بے ضابطگیاں پکڑی گئیں۔ ڈی سی او آفس جب تحصیل آفس تھا تو وہاں پر پتا نہیں کب سے اسلحہ برانچ کے کلرک صاحبان یہ سارا معاملہ کر رہے تھے تو 05-05-09 کو انکوائری ہوئی جس کے مطابق تفصیل اس طرح سے ہے کہ۔

- 46 اسلحہ لائسنس کی تیار کاپیاں پکڑی گئیں جو کہ تمام بوگس ہیں۔
- 21 جعلی لائسنس رجسٹر پکڑے گئے جن پر 27355 بوگس اسلحہ لائسنس ہائے کا اندراج کیا گیا ہے۔ ان میں سے 3 رجسٹر ضلع ننکانہ صاحب قائم ہونے کے بعد کے اور 18 رجسٹر تحصیل ننکانہ صاحب کے ہیں۔
- 62 ممنوعہ بور 44 بور کی رسیدیں پکڑی گئیں۔
- 99 اسلحہ لائسنسوں کے اندراج پر رجسٹر میں افسر مجاز کے دستخط نہ ہیں۔
- مہریں جو دفتر میں موجود ہیں وہ ان مہروں سے مختلف ہیں جو کہ اسلحہ لائسنسوں پر لگائی گئی ہیں۔

- ضلع ننکانہ صاحب کا ماہانہ کوٹا غیر ممنوعہ بور اسلحہ لائسنسوں کے اجراء کا25 مقرر شدہ ہے جبکہ ضلع ننکانہ صاحب میں واقع ڈاکخانوں سے PT-6 سٹیٹمنٹ منگوائی گئی تو نومبر 2008سے اپریل 2009تک 1549اسلحہ لائسنسوں کا اندراج پایا گیا۔
- تھانہ بڑا گھر اور تھانہ منڈی فیض آباد کے اسلحہ لائسنس رجسٹر موجود نہ ہیں۔

(ج) محمد اسلم لائسنس کلرک دفتر ڈی سی او ننکانہ صاحب۔

(د) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن افسر ننکانہ صاحب نے بذریعہ منسلکہ الف (برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) مطلع کیا ہے کہ اہلکار مذکورہ کے خلاف انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ ننکانہ صاحب نے چالان مکمل کر لیا ہے اور تمام ریکارڈ مقدمہ نمبر159/09 مورخہ 09-05-05 اور 249/09 مورخہ 09-07-26 میں جناب سپیشل جج انٹی کرپشن لاہور کو بھیج دیا ہے۔

جناب سپیکر! جب یہ بات میرے علم میں آئی تو میں نے خصوصی طور پر سیکرٹری پراسیکیوشن سے کہا کہ وہ investigation اور جو چالان مرتب ہوا ہے اُس کو دوبارہ evaluate کر لیں اور اگر اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی ہے تو اُس کو بھی پورا کیا جائے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: میں ضمنی سوال کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! اس حوالے سے لاتعداد ضمنی سوال ذہن میں آتے ہیں لیکن لاء منسٹر صاحب نے بتا دیا ہے کہ وہ خود کارروائی کر رہے ہیں۔ کیا صرف ننکانہ صاحب میں ہی یہ مسئلہ پیش آیا ہے یا دوسرے اضلاع میں بھی اس طرح کے واقعات سامنے آئے ہیں؟

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبر جناب شاہجہان بھٹی صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں سیکرٹری پراسیکیوشن کو اپنی input دیں تاکہ اس معاملے کو بہتر انداز سے check کیا جا سکے اور اس کے علاوہ ضلع گجرات میں بھی ایک ایسا ہی scandal سامنے آیا ہے جس پر بھرپور طریقے سے کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب شاہجہان احمد بھٹی: جناب سپیکر! کیا اس matter کے بعد حکومت نے لائسنس جاری کرنے کی پالیسی کو re-frame کیا ہے، دوبارہ computerization کرنے کا process لایا گیا ہے یا پرانا سلسلہ ہی جاری ہے؟ میری یہ بھی درخواست ہو گی کہ یہ matter بہت sensitive ہے جس سے لاء منسٹر صاحب بھی واقف ہیں تو بہتر یہ ہے کہ اس ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں تاکہ ہم اس matter کو پورے پنجاب کی

سطح پر inquire کریں کیونکہ ہمارے پاس بہت سے ایسے ممبران جیسے کرنل شجاع خانزادہ صاحب ہیں جو کمیٹی میں آ سکتے ہیں اس لئے میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اس پر ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بھٹی صاحب سے یہ کہوں گا کہ وہ اس کیس کے متعلق سیکرٹری پراسیکیوشن سے cooperate کر کے اپنی input دیں تاکہ اس کیس کو منطقی اور حتمی نتیجے تک پہنچایا جا سکے۔ دراصل یہ طریق کار سے متعلقہ معاملہ ہی نہیں ہے کیونکہ باقاعدہ ہر ضلع کا کوٹا fix ہے اس لئے ڈی سی او خود اس بات کا انچارج ہے کہ اُس کے اپنے دستخط سے اسلحہ لائسنس جاری کیا جائے۔ اس سلسلے میں ہدایات دی گئی ہیں کہ ڈی سی او یا تو خود دستخط کرے ورنہ گریڈ 17 سے نیچے کسی سپرنٹنڈنٹ یا کلرک کو یہ اتھارٹی delegate نہ کرے۔ یہ تو ایک جرم اور جعلسازی ہے کہ کوئی بھی آدمی کسی جگہ پر بھی اس معاملے میں ملوث ہو سکتا ہے بہر حال جو آدمی ملوث ہو اُس کے خلاف قانونی کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بھٹی صاحب! لاء منسٹر صاحب سیکرٹری پراسیکیوشن کے پاس آپ کا ٹائم رکھواتے ہیں آپ اُن سے مل کر سب دیکھ لیں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس پر مزید کچھ کام کرنے کی ضرورت ہے تو پھر اس محکمے کی سٹینڈنگ کمیٹی میں کچھ مزید دوستوں کو شامل کر کے اسے active کر دیں گے۔ لاء منسٹر صاحب! آپ ان کا سیکرٹری پراسیکیوشن کے ساتھ ٹائم رکھوائیں تاکہ اُن کے ساتھ بیٹھ کر یہ اس معاملے کو discuss کر لیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا تنویر احمد ناصر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس case میں بھی بیوروکریسی نے اپنا روایتی طریق کار اختیار کرتے ہوئے کلرک کو قربانی کا بکرا بنا دیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے بھی اسی لئے کہا ہے کہ سیکرٹری پراسیکیوشن کے ساتھ بیٹھ جائیں اور وہ پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ اسے دیکھ رہے ہیں اور اسے دوبارہ دیکھنے کا بھی کہا ہے تو انہیں بیٹھنے دیں اور اس کے بعد دیکھ لیں گے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ایک بات بڑی ضروری ہے کہ پرویز مشرف کے ولی عہد اعجاز شاہ کا ننکانہ صاحب اور گجرات میں گجراتیوں کا راج تھا تو دونوں اضلاع میں جعلی لائسنسوں کی بھرمار ہے اس لئے وہاں پر کوئی نہ کوئی طریق کار ضرور وضع کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر داخلہ (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور ایلیٹ ٹریننگ سکول پولیس بیدیاں روڈ میں اہلکاران و آفیسران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2790: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایلیٹ فورس ٹریننگ سکول پولیس بیدیاں روڈ لاہور میں اس وقت کتنے اہلکاران و افسران ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا سکول میں strength سے زیادہ ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں، ایسا کیوں ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ حکومت غیر ضروری سٹاف اور غیر ضروری اخراجات کے راستے بند کرنے کے لئے حکمت عملی تیار کر رہی ہے، تفصیلات سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کوئی غیر ضروری سٹاف نہ ہے۔

ضلع وہاڑی میں تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3533: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں تھانوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ تھانوں میں 18۔فروری 2008 سے 18۔فروری 2009 تک کتنے ایس ایچ اوز تعینات ہو چکے ہیں؟

(ج) مذکورہ تھانوں میں عملہ کی تعداد کیا ہے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں کوئی ایس ایچ او یا عملہ بد عنوانی کی وجہ سے معطل ہوا ہے، اگر ہاں تو تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع وہاڑی میں تھانوں کی کل تعداد 17 ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ میں 50 ایس ایچ اوز تعینات ہو چکے ہیں۔

(ج) مذکورہ تھانوں میں عملہ کی تعداد ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام تھانہ	انسپکٹرز	سب انسپکٹرز	اسسٹنٹ سب انسپکٹرز	ہیڈ کانسٹیبل	کانسٹیبل
1	صدر وہاڑی	1	8	3	2	25
2	سٹی وہاڑی	1	4	5	2	25
3	دانیوال	1	4	5	5	24
4	لڈن	1	5	7	5	28
5	ماچھیوال	1	4	5	3	15
6	کھینکی	1	2	4	3	17
7	سٹی بورے والا	1	3	5	9	39
8	صدر بورے والا	2	7	5	10	56
9	گگو	1	4	5	2	27
10	فتح شاہ	1	3	1	2	17
11	ساہوکا	1	1	3	3	25
12	صدر میلسی	1	4	4	4	17
13	سٹی میلسی	۔	5	5	1	19
14	مترو	1	5	3	5	22
15	ٹبہ سلطان پور	1	5	2	3	22
16	کرمپور	1	3	3	3	18
17	میراں پور	1	2	4	5	16

(د) مذکورہ عرصہ میں کوئی ایس ایچ او یا عملہ بد عنوانی کی وجہ سے معطل نہ ہوا ہے۔

راولپنڈی میں جرائم کی شرح میں اضافے کی تفصیلات

*3996: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں 6۔فروری سے 6۔مئی 2009 تک 77 قتل، 437 گاڑیاں اور موٹر سائیکل چوری ہونے اور ڈکیتی، سرقہ بالجبر اور چوری کی 379 وارداتیں ہوئی اور کل درج کئے جانے والے مقدمات کی تعداد 5215 ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس کی برآمدگی کی شرح نہایت مایوس کن رہی، پولیس کی ناقص کارکردگی کی وجوہات کیا ہیں نیز عوام کے جان و مال کے تحفظ اور امن عامہ کے لئے حکومت کون سے ٹھوس اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راولپنڈی میں 6۔فروری سے 6۔مئی 2009 تک قتل کے 66، گاڑیاں اور موٹر سائیکل چوری ہونے کے 351 مقدمات درج ہوئے جبکہ ڈکیتی سرقہ بالجبر اور سرقہ عام کے 234 مقدمات درج کئے گئے جبکہ اس عرصہ کے دوران درج ہونے والے مقدمات کی تعداد 3989 ہے۔

(ب) اس عرصہ کے دوران کل 167 مقدمات ٹریس ہوئے اور ملزمان کو چالان عدالت کیا گیا جبکہ -/29061620 روپے مالیت کا مال مسروقہ برآمد کیا گیا ہے۔ اس طرح پولیس ضلع راولپنڈی کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔

وہاڑی، تین بھائیوں سمیت چار افراد کے قاتلوں کو پولیس کی طرف سے وی آئی پی پروٹوکول کی تفصیلات

*4078: جناب شیر علی خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وہاڑی پولیس نے 3 بھائیوں سمیت 4 افراد کے گرفتار 9 قاتلوں کو VIP پروٹوکول دے دیا ہے جبکہ دیگر 7 با اثر اشتہاریوں کو پکڑنے کی بجائے کھلی چھٹی دے دی ہے ملزمان میں 10 لاکھ سر کی قیمت والا اشتہاری عباس عرف عباسہ اور اس کے ساتھی تاج محمد عرف تاجی، عبدالرزاق، محمد رمضان، محمد رشید شامل ہیں اشتہاریوں کے خلاف مقدمہ نمبر 518/06 اور 585/06 درج ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس کہتی ہے کہ ان پر مقامی سیاسی افراد کا پریشر ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس قدر سنگین جرائم کے مجرموں کے ساتھ پولیس کی نوازشات کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت کوئی ٹھوس اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مقدمہ نمبر 167/09 مورخہ 09-04-09 بجرم 302/427/148/149 ت پ تھانہ لگومدعی مقدمہ محمد اشفاق ہانس اور عباس عرف عباسہ چوہان کی دیرینہ دشمنی ہے۔ جن کے مقدمات زیر سماعت ہیں اس دشمنی کی بناء پر محکمہ پولیس کی جانب سے غلام فرید C/806 اور عبدالغفار C/989 جن کے پاس سرکاری اسلحہ بھی ہوتا ہے۔ محمد اشفاق مدعی مقدمہ کو دیئے ہوئے ہیں۔ مورخہ 09-04-09 کو مدعی کا بھائی محمد صادق، عبدالرزاق اور گن مین غلام فرید C/806 مسلح رائفل سرکاری بسواری کار نمبر 7546LHV تاریخ پیشی پر عدالت بورے والا جارہے تھے۔ جب 8:00 بجے دن مغل پورہ چوک لگو پہنچے تو اچانک سامنے سے عباس عرف عباسہ، ادیب عرف دیبا شاہد چوہان وغیرہ نے اپنے اپنے اسلحہ آتشیں سے کار پر اندھا دھند سیدھی فائرنگ شروع کر دی جس سے محمد صادق، عبدالرزاق اور گن مین غلام فرید C/806 موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے اور ملزمان موٹر سائیکلوں پر اسلحہ سمیت فرار ہو گئے۔

یہ بات درست ہے کہ مقدمہ عنوان بالا میں 1۔ شاہد ولد جرنیل 2۔ سعید ولد خوشی محمد 3۔ رشید عرف پپو ولد خوشی محمد 4۔ رمضان ولد طفیل 5۔ ایوب ولد طفیل اقوام چوہان سکنائے EB/243 اور 6۔ افراہیم عرف لالہ ولد سلطان پٹھان سکنہ لگوڈھاریاں ملزمان مقدمہ ہذا میں شامل تفتیش ہو رہے ہیں جو بے گناہی کا واویلا کرتے ہیں تفتیش مقدمہ ہر پہلو پر کی جارہی ہے۔ انشاءاللہ مقدمہ کو اصل حقائق پر یکسو کیا جائے گا۔ 7۔ اشفاق ولد شیر بہادر 8۔ عباس عرف عباسہ ولد اشفاق 9۔ فیاض ولد اشفاق اقوام چوہان 10۔ ادیب عرف دیبا ولد شبیر قوم آرائیں سکنائے EB/243 کی گرفتاری کے لئے ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔ ملزمان کے خلاف کارروائی 87 ض ف عمل میں لائی گئی ہے۔

یہ بات بھی درست ہے کہ عباس عرف عباسہ اور اس کے ساتھی تاج محمد عرف تاجی، عبدالرزاق ، محمد رمضان ، محمد رشید ملزمان مقدمات نمبری1۔مقدمہ نمبر518 مورخہ 06۔09۔27بجرم 379ت پ تھانہ لگو 2۔ مقدمہ نمبر586 مورخہ 06۔11۔08بجرم 149/148/324ت پ تھانہ لگو میں مجرمان اشتہاری ہیں جبکہ ان میں سے ملزمان تاج محمد عرف تاجی اور رشید احمد گرفتار ہو چکے ہیں۔مزید طارق فوجی مجرم اشتہاری کو گرفتار کرکے جیل بھجوایا گیا ہے۔

یہ بات غلط ہے کہ پولیس نے 7اشتہاریوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے بلکہ گرفتاری کے لئے دن رات محنت کی جارہی ہے اس سلسلہ میں ادیب عرف دیبااور عباس عرف عباسہ گینگ کی گرفتاری کے لئے شاہ فیض کالونی بورے والا ریڈ کیا گیا تو ملزمان نے پولیس پر سیدھی فائرنگ شروع کردی جس سے دوپولیس ملازمان ایک کرم حسین ASIایلیٹ فورس 2۔عظمت علی 43/C شہید ہوئے جبکہ عباس عرف عباسہ کا بھائی سجاد عرف سجادی چوہان بھی موقع پر ہلاک ہوا جس پر مقدمہ نمبر918 مورخہ 08۔12۔16 بجرم 353/148/149/302/324 ت پ AO-65/20/13،ATA-7 تھانہ سٹی بورے والا درج ہوا۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے مقامی پولیس پر سیاسی پریشر ہے بلکہ مقامی پولیس حقائق پر تفتیش کررہی ہے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے۔شاہد وغیرہ شامل تفتیش ہورہے ہیں مقامی پولیس ہر پہلو پر حقائق کے مطابق تفتیش کررہی ہے اور مجرمان اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئے دن رات محنت کی جارہی ہے۔

سال 2009، تحصیل بھلوال کے تھانہ جات میں درج ایف آئی آرز کی تفصیلات

*4307: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری2009 سے آج تک تحصیل بھلوال کے تھانہ جات میں درج ہونے والی ایف آئی آرز کی تعداد تھانہ وار اور جرم وار بتائیں؟

(ب) ان تھانہ جات میں اس عرصہ کے دوران درج ایف آئی آرز میں کتنی جھوٹی اور کتنی درست ثابت ہوئی ہیں؟

(ج) ان میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ملزمان مفرور ہیں مفرور ملزمان کے نام،پتاجات اور مقدمہ مع جرم کی نوعیت بتائیں؟

(د) مفرور ملزمان کی گرفتاری کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل بھلوال کے تھانہ جات میں درج ہونے والی ایف آئی آرز تھانہ وار اور جرم وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) تھانہ بھلوال۔اس عرصہ کے دوران تھانہ بھلوال میں کل 83 ایف آئی آرز جھوٹی اور 706 درست پائی گئی ہیں جبکہ 150 ابھی زیر تفتیش ہیں۔

تھانہ پھلروان۔اس عرصہ کے دوران تھانہ میانی میں کل 55 ایف آئی آرز جھوٹی اور 338 درست پائی گئی ہیں۔

تھانہ بھیرہ۔اس عرصہ کے دوران کل 35 ایف آئی آرز جھوٹی اور 265 درست پائی گئی ہیں جبکہ 27 زیر تفتیش ہیں۔

تھانہ میانی۔اس عرصہ کے دوران کل 53 ایف آئی آرز جھوٹی اور 503 درست پائی گئی ہیں جبکہ 89 زیر تفتیش ہیں۔

(ج) تھانہ بھلوال۔ تھانہ بھلوال میں اس عرصہ کے دوران کل 1100 ملزمان گرفتار ہوئے جبکہ 31 مفرور ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جملہ سرکل کے افسران کو مفرور ملزمان کی گرفتاری کے سلسلہ میں مناسب ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ مفرور ملزمان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دے کر مفرور ملزمان کی گرفتاری کو یقینی بنائیں۔

سال 2009، تحصیل بھلوال کے تھانہ جات میں زناء بالجبر اور خواتین پر تشدد کے مقدمات کی تفصیلات

*4308: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل بھلوال میں یکم جنوری 2009 سے آج تک زنا بالجبر اور خواتین پر تشدد کے کتنے مقدمات کس کس تھانہ میں درج ہوئے،ان مقدمات کے نمبر، تھانہ وار بتائیں؟

(ب) ان مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں؟

(ج) کتنے ملزمان مفرور ہیں ان کے نام، پتاجات اور مقدمہ نمبر بتائیں نیز مفرور ملزمان کو کب تک گرفتار کیا جائے گا؟

(د) ان مقدمات کے تفتیشی افسران کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ہ) مفرور ملزمان کو گرفتار نہ کرنے پر کتنے پولیس ملازمین کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف،ب) تحصیل بھلوال کے تھانہ بھلوال، تھانہ بھیرہ، تھانہ پھلروان اور تھانہ میانی میں زناء اور خواتین پر تشدد کے درج مقدمات اور ان میں گرفتار ملزمان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل بھلوال کے کسی تھانہ میں درج مقدمات بسلسلہ جرائم زناء بالجبر اور خواتین پر تشدد کا کوئی ملزم مفرور نہ ہے۔

(د) تفتیشی افسران کے نام وعہدہ

تھانہ بھلوال۔ نذیر احمد SI(2) محمد ارشد SI(3) احمد شیر SI

تھانہ بھیرہ۔ خدا بخش SI(2) ارشد علی ASI(3) محمد امیر ASI(4) رب نواز SI

تھانہ پھلروان۔ محمد نواز SI(2) طارق محمود ASI(3) محمد رفیق ASI(4) محمد علی ASI(5) خالد محمود ASI

تھانہ میانی۔

ذوالفقار احمد ASI(2) حق نواز ASI(3) مشتاق حسین ASI(4) سجاد حسین ASI (5) محمد رفیق ASI

(ہ) جرائم زناء بالجبر اور خواتین پر تشدد کے مقدمات میں کوئی ملزم مفرور نہ ہے جس کی وجہ سے کسی پولیس افسر کے خلاف کوئی قانونی / محکمانہ کارروائی نہ کی گئی ہے۔

ضلع حافظ آباد۔ چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*4370: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2008 میں ضلع حافظ آباد میں کتنی کاریں، موٹر سائیکل / سکوٹر اور ٹریکٹر چوری ہوئے ان میں سے کتنے برآمد کئے گئے اور کتنے تاحال برآمد نہیں ہوئے؟

(ب) ضلع حافظ آباد میں مندرجہ بالا چوری کی سب سے زیادہ وارداتیں کس تھانہ میں ہوئیں اور کس تھانہ نے سب سے زیادہ برآمدگیاں کیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع حافظ آباد میں سال 2008 میں 10 کاریں چوری ہوئیں 8 کاریں برآمد ہو چکی ہیں اور 2 کاریں تاحال برآمد نہ ہو سکیں۔ 52 موٹر سائیکل / سکوٹر چوری ہوئے اور 22 موٹر سائیکل برآمد ہو چکے ہیں ابھی تک 30 موٹر سائیکل برآمد نہ ہو سکے ہیں۔ 7 ٹریکٹر چوری ہوئے جن میں سے 5 ٹریکٹر برآمد ہو چکے ہیں اور 2 ٹریکٹر برآمد نہ ہو سکے ہیں۔

(ب) ضلع ہذا میں کل 9 تھانہ جات میں سب سے زیادہ وہیکل چوری کی وارداتیں تھانہ سٹی حافظ آباد میں ہوئیں اور تھانہ ونیکی تارڑ میں 100 فیصد برآمدگی ہوئی جو ضلع ہذا میں سب سے زیادہ برآمدگی کا تھانہ ہے۔

پی پی۔7 میں تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4376: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔7 راولپنڈی میں کتنے تھانہ جات کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان تھانوں میں یکم جنوری 2008 سے آج تک کتنے مقدمات کس کس جرم کے تحت درج ہوئے ہیں؟

(ج) ان تھانوں میں یکم جولائی 2009 سے آج تک مویشی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے، ان کی ایف آئی آر نمبرز اور تھانہ کا نام مع مدعی کا نام و پتا جات بتائیں؟

(د) مویشی چوری کے کتنے مقدمات میں ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ملزمان گرفتار نہ ہوئے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان تھانہ جات کی حدود میں مویشی چوری کی وارداتیں بڑھ گئی ہیں حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔7راولپنڈی میں کل 4 تھانہ جات ہیں۔ جن میں تھانہ چونترہ، تھانہ صدر بیرونی، تھانہ ویسٹریج اور تھانہ ٹیکسلا شامل ہیں۔

(ب) حلقہ پی پی۔7راولپنڈی کے ان تھانوں میں کل 5065 مقدمات درج رجسٹر ہوئے۔ تفصیل اپنڈکس "A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان تھانوں میں یکم جولائی 2009 تا 09-11-30 مویشی چوری کے کل 16 مقدمات درج رجسٹر ہوئے جن میں درج ہونے والی ایف آئی آر نمبرز اور تھانہ کا نام مع مدعی کا نام وپتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مویشی چوری کے مندرجہ بالا 16 مقدمات میں ملزمان نامعلوم ہیں جن کی گرفتاری بقایا ہے جس کے لئے مقامی پولیس دن رات کوشاں ہے۔

(ہ) سرقہ مویشی کی وارداتوں کے انسداد کے لئے پیدل گشت و موبائل گشت کے نظام کو مؤثر بنایا گیا ہے پولیس پکٹس لگائی گئی ہیں اور کڑی نگرانی جاری ہے۔

ضلع بہاولنگر میں خواتین پولیس سٹیشن قائم کرنے کا مسئلہ

*4449: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں خواتین پولیس سٹیشن قائم نہیں کیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع بہاولنگر میں بھی خواتین پولیس سٹیشن قائم کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ماضی میں بڑے شہروں میں علیحدہ خواتین پولیس سٹیشن سے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ اس کی بجائے یہ غفلت، ناقابلیت اور انتظامی مسائل کا باعث بنے۔

(ب) ماضی کے تجربہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ضلع بہاولنگر میں علیحدہ خواتین پولیس سٹیشن قائم کرنے کی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

قصور۔تحصیل کوٹ رادھا کشن میں ڈکیتی، قتل کے مقدمات کی تفصیلات

*4525: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم فروری 2008 سے آج تک تحصیل کوٹ رادھا کشن ضلع قصور میں ڈکیتی اور قتل کی کتنی ایف آئی آرز درج ہوئی ہیں تھانہ وار تفصیل بتائیں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی ایف آئی آرز خواتین کے قتل کی درج ہوئی ہیں، ان کے مقدمہ نمبر اور مقتول خواتین کے نام وپتاجات بتائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ راجہ جنگ پانچ مقدمات ڈکیتی اور چودہ مقدمات قتل کے درج ہوئے (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

(ب) تھانہ راجہ جنگ دو مقدمات اور تھانہ رائیونڈ میں بارہ مقدمات خواتین کے قتل کے درج ہوئے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹریفک وارڈنز کی بے قاعدگی

*4549: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تمام ٹریفک وارڈنز کو روزانہ کم از کم دس چالان فی وارڈن کرنے کے زبانی احکامات جاری کئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹریفک وارڈن مجبوراً بغیر جرم کے بھی چالان کر دیتے ہیں؟

(ج) حکومت اس سلسلہ میں اصلاحی احکامات جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ٹریفک وارڈنز کو اس سلسلہ میں محکمہ کی جانب سے اس قسم کی کوئی ہدایات ہیں کہ وہ دس چالان روزانہ کریں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ٹریفک وارڈن مجبوراً بغیر جرم کے بھی چالان کر دیتے ہیں صرف چالان ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی پر کیا جاتا ہے اور اگر اس ضمن میں کوئی ٹریفک وارڈن اختیارات سے تجاوز کرتا ہے یا افسران بالا کی monitoring کے دوران شکایت / غفلت کی صورت میں محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ ٹریفک وارڈن کا بنیادی کام smooth flow of traffic ہے اس سلسلہ میں جب کسی قسم کی ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی ہوتی

ہے تو خلاف ورزی کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے MVO کی مختلف دفعات کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے تاہم ٹریفک پولیس زیادہ تر minor violation کے cases میں خلاف ورزی کرنے والے کو مناسب تاکید وغیرہ بھی کرتی ہے اس کے علاوہ ایجوکیشن یونٹ مختلف اداروں اور عوامی حلقوں میں جاکر ٹریفک قوانین کی پاسداری کا شعور اجاگر کرنے میں کوشاں ہے۔

(ج) جہاں پر ضرورت ہوتی ہے حکومت اصلاحی احکامات جاری کرتی ہے۔

ضلع گجرات، مقدمات کے اندراج کی تفصیلات

*4579: چودھری عرفان الدین: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات محکمہ پولیس نے 09-01-01 سے آج تک زیر دفعہ 452ت پ مع دیگر دفعات کل کتنے مقدمات درج کئے، تمام مقدمات کی فہرست تفصیل سے دیں؟

(ب) ان میں سے کتنے مقدمات چالان ہوئے، کتنے مقدمات سے دفعہ 452ت پ یا دیگر دفعات حذف ہوئیں یا ایزاد ہوئیں؟

(ج) جھوٹے مقدمات درج کرنے یا کروانے والوں کے خلاف کیا قانونی یا تادیبی کارروائی ہوئی، تفصیل سے بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گجرات محکمہ پولیس میں مورخہ 09۔01۔01 سے آج تک زیر دفعہ 452ت پ یا دیگر دفعات کل 175 مقدمات درج کئے گئے ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 90 مقدمات چالان ہوئے 4 مقدمات میں دفعہ 452ت پ یا دیگر دفعات حذف ہوئیں ایزاد ہوئیں۔

(ج) جھوٹے مقدمات درج کرنے یا کروانے والوں کے خلاف تاحال کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے۔

مال مقدمہ میں تحویل میں لی گئی گاڑیوں کی صورتحال

*4613: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مال مقدمہ میں تحویل میں لی گئی موٹر سائیکلیں، کاریں و دیگر گاڑیاں پڑی پڑی گل سڑ جاتی ہیں اور ان کے مختلف پارٹس جو قیمتی ہوتے ہیں چوری ہو جاتے ہیں اس طرح کروڑوں روپے کا عوامی اور حکومتی نقصان عرصہ دراز سے ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان گاڑیوں کی مناسب دیکھ بھال اور نیلامی کا کوئی باقاعدہ طریق کار نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مال مقدمہ میں پکڑی جانے والی گاڑیوں کی مناسب دیکھ بھال، پرزہ جات کی چوری کو روکنے کے لئے مناسب اقدامات اور ان گاڑیوں کو نیلام کرنے کا کوئی واضح طریقہ اپنانے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں جو موٹر سائیکلیں یا کاریں یا دیگر گاڑیاں قبضہ پولیس میں لی جاتی ہیں۔ سپرداری پر اصل مالکان کے حوالے کی جاتی ہیں یا پھر مالخانہ میں جمع کروادی جاتی ہیں۔ جہاں پر حفاظت کی جاتی ہے۔ قیمتی پارٹس چوری نہ ہوتے ہیں۔

(ب) مالخانہ میں جمع شدہ گاڑیوں کی مناسب دیکھ بھال کی جاتی ہے اور ان کی نیلامی کا باقاعدہ طریق کار ہے۔

(ج) مال مقدمہ میں پکڑی جانے والی گاڑیوں کی مناسب دیکھ بھال کی جاتی ہے اور قیمتی پارٹس چوری سے بچانے کے لئے مناسب اقدامات کئے جاتے ہیں۔

مال مقدمہ میں تحویل میں لی گئی گاڑیوں کی صورتحال

*4614: چودھری عرفان الدین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مال مقدمہ میں پکڑی جانے والی موٹر سائیکلیں / کاریں اور مختلف قسم کی گاڑیوں کی تعداد ہزاروں میں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مال مقدمہ میں پکڑی جانے والی مختلف قسم کی گاڑیاں کئی کئی سال تک کھلے آسمان کے نیچے پڑی پڑی گل سڑ جاتی ہیں اور ان کے قیمتی پرزہ جات چوری ہو جاتے ہیں جس سے عوام اور حکومت کے کروڑوں اور اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مال مقدمہ میں تحویل میں لی گئی گاڑیوں کو مناسب جگہ پر کھڑا کرنے اور نیلام عام کا کوئی مناسب طریق کار نہ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مال مقدمہ میں پکڑی جانے والی مختلف گاڑیوں کی دیکھ بھال، مناست پارکنگ اور نیلام عام کا مناسب بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جو موٹر سائیکلیں یا کاریں یا دیگر گاڑیاں وغیرہ زیر دفعہ 550ض ف قبضہ پولیس میں لی جاتی ہیں۔ مال خانہ میں جمع کروادی جاتی ہیں یا کوئی سپرداری آجائے تو گاڑی درست حالت میں اصل مالکان کے حوالے کی جاتی ہے۔

(ب) پکڑی جانے والی گاڑیوں کی مکمل دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ نیلامی حکومت پنجاب کی منظوری سے ہوتی ہے۔

(ج) جب گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں قبضہ پولیس میں لی جاتی ہیں سپرد داری نہ ہونے کی صورت میں مال خانہ میں حسب ضابطہ جمع کروائی جاتی ہیں۔ نیز گاڑیوں کے پرزہ جات کی بابت کوئی شکایت نہ ہے اور مناسب دیکھ بھال کی جاتی ہے۔

(د)

1۔ جو گاڑیاں محکمہ پولیس بطور مال مقدمہ قبضہ پولیس میں لیتی ہے ان کے مالکان متعلقہ مجاز عدالت سے سپرداری کروالیتے ہیں۔

2۔ جو گاڑیاں زیر دفعہ 550ض ف قبضہ پولیس میں آتی ہیں ان کے مشترک عدد ہونے کے بعد اگر کوئی مالک نہ آئے تو ڈسٹرکٹ کورٹ میں نظارت برانچ ای ڈی او(آر) مال خانہ میں جمع کروادی جاتی ہیں جن کی نیلامی لاہور ہائیکورٹ کے حکم سے سیشن جج لاہور نے سینئر سول جج کی نگرانی میں ایک کمیٹی قائم کی تھی جس نے ضابطہ کے مطابق نیلامی کی ہے جو زیر تکمیل ہے۔

3۔ یہ گاڑیاں نظارت برانچ ضلع کچہری میں ہے جو کہ براہ راست ای ڈی او(آر) کے ماتحت ہیں جنہوں نے کچہری میں گاڑیوں کی پارکنگ کا مناسب انتظام کر رکھا ہے۔

ضلع سرگودھا۔ مختلف مقدمات کے اندراج کی تفصیلات

*4634: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں سال 09-2008 میں ڈکیتی چوری، راہزنی، مویشی چوری، اغواء اور قتل کے کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں مقدمات کے اندراج کے بعد حکومت نے برآمدگی اور گرفتاری کے سلسلہ میں جو اقدامات اٹھائے، ان کی تفصیلات ایوان کو مہیا کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

سال 09۔2008 میں ڈکیتی کے مقدمات	=	141
سال 09۔2008 میں چوری کے مقدمات	=	1732
سال 09۔2008 میں راہزنی کے مقدمات	=	1254
سال 09۔2008 میں مویشی چوری کے مقدمات	=	1364
سال 09۔2008 میں اغواء زناء کے مقدمات	=	651
سال 09۔2008 میں قتل کے مقدمات	=	466

(ب)

سال 09۔2008 میں ڈکیتی کے مقدمات میں برآمدگی -/48792606 روپے ملزمان گرفتار=699

سال 09۔2008 میں چوری کے مقدمات میں برآمدگی -/69950307 روپے ملزمان گرفتار= 2442

سال 09۔2008 میں راہزنی کے مقدمات میں برآمدگی -/91310137 روپے ملزمان گرفتار=2070

سال 09۔2008 میں مویشی چوری کے مقدمات میں برآمدگی -/97316210 روپے ملزمان گرفتار=2640

سال 09۔2008 میں قتل کے مقدمات میں ملزمان گرفتار=1236

سال 09۔2008 میں اغواء زناء کے مقدمات میں ملزمان گرفتار=880

ٹوبہ ٹیک سنگھ چک نمبر 269 گ ب میں منشیات کی فروخت کی تفصیلات

*4635: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمالیہ کے اردگرد گاؤں بالخصوص چک نمبر 269 گ ب تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چرس، ہیروئن و دیگر منشیات کا دھندہ کھلے عام ہو رہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نئی نسل کو منشیات کی لعنت سے بچانے کے لئے منشیات فروشوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ غلط ہے۔ ضلع ہذا میں یا ضلع ہذا کے چک نمبر 209 گ ب میں چرس، ہیروئن ودیگر منشیات کا دھندہ نہ ہو رہا ہے۔ تاہم نگرانی جاری ہے۔ جو بھی کوئی شخص ایسا مکروہ دھندہ کرتا ہے تو اس کے خلاف فوری قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی طرف سے نئی نسل کو منشیات کی لعنت سے بچانے کے لئے سخت ہدایات ہیں کہ منشیات فروشوں کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے۔ اس بارہ میں SDPOs/SHOs کو قبل ازیں ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

سیالکوٹ، تھانہ جات اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*4759: رانا آصف محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ کی حدود میں کون کون سے تھانہ جات اور چوکیاں کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) ان میں سے کس کی اپنی عمارت ہے اور کس کی اپنی عمارت نہ ہے؟

(ج) ان میں سے کون کون سے کرایہ کی عمارت میں کام کر رہے ہیں؟

(د) ان کا ماہانہ کرایہ کتنا ہے، تفصیل تھانہ اور چوکی وار بتائیں؟

(ہ) ان کو عمارات کب تک فراہم کی جائیں گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سیالکوٹ کی حدود میں 32 تھانے اور چوکیاں قائم ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان میں سے 18 تھانوں/چوکیوں کی اپنی عمارت ہے اور 14 کی اپنی عمارت نہ ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان میں سے 14 تھانے/چوکیاں کرایہ کی عمارت میں کام کر رہی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان 14 تھانوں/چوکیوں کے کرایہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تھانہ سول لائن، رانگپورہ، صدر سیالکوٹ، کوٹلی سید امیر، کوٹلی لوہاراں، سبز پیر، بیگو والہ، ہڈیانہ کی عمارات کی تعمیر کے لئے تمام محکمانہ formalities مکمل ہو چکی ہیں۔ جس کی فارمل

اپرووول کے لئے پراسس عمل میں آ چکا ہے اور جناب آئی جی صاحب کو project cost-1 کے لئے برائے approval بھجوایا جا چکا ہے۔ ضلع ہذا کی بقایا بلڈنگ ہائے تھانہ جات جو کہ اس وقت کرایہ پر ہیں کی سرکاری اراضی لینے کے لئے تحریک کیا جا رہا ہے۔

سیالکوٹ شہر۔تھانہ جات انچارج صاحبان اور درج مقدمات کی تفصیل

*4762: رانا آصف محمود: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سیالکوٹ شہر کی حدود میں تھانہ اور چوکی کے نام، ان کے انچارج ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور پتاجات بتائیں؟

(ب) ان تھانوں کی حدود میں یکم جنوری2008 سے آج تک کتنے مقدمات درج ہوئے ہیں، تفصیل تھانہ وار بتائیں؟

(ج) ان میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور کتنے ملزمان مفرور ہیں؟

(د) مفرور ملزمان کے نام و پتاجات بتائیں نیز ان کی گرفتاری کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف)

نمبر شمار	نام تھانہ	نام انچارج تھانہ	عہدہ	گریڈ	تعلیم
1	تھانہ کوتوالی	ساجد حمید ورک	انسپکٹر F/144	16	بی کام
2	سول لائن	مختار احمد	انسپکٹر GL/344	16	میٹرک
3	حاجی پورہ	ملک ندیم منور	سب انسپکٹر 451/GL	14	ایف اے
4	نیکا پورہ	زبیر اختر	انسپکٹر GL/301	16	ایف اے
5	رنگپورہ	محمد ریاض باجوہ	انسپکٹر GL/485	16	میٹرک
6	کینٹ	عمران عباس	پروبیشنر	16	بی کام
7	چوکی سچیت گڑھ	فیاض احمد	ASI463/SKT	09	میٹرک
8	چوکی لاری اڈہ	غلامہ مرتضےٰ	ASI431/SKT	09	میٹرک
9	چوکی رجمنٹ بازار	گلزار خان	سب انسپکٹر 684/GL	14	انڈر میٹرک

(ب)

نمبر شمار	نام تھانہ	ٹوٹل درج مقدمات
1	کوتوالی	1123
2	حاجی پورہ	1567
3	نیکا پورہ	1072
4	رنگپورہ	972

5	سول لائن	1253
6	کینٹ	1011

(ج) یکم جنوری 2008 سے آج تک کل 8913 ملزمان سٹی سرکل میں گرفتار ہوئے جبکہ عرصہ متذکرہ کے دوران 190 ملزمان مفرور رہوئے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کے اضلاع میں ٹریفک وارڈنز کی تفصیلات

*4797: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کے کتنے اضلاع میں ٹریفک وارڈن سسٹم نافذ ہے اور پنجاب میں ٹریفک وارڈنز کی کل کتنی تعداد ہے؟

(ب) کیا ان اضلاع میں ٹریفک وارڈنز کی تعیناتی صرف شہری علاقہ میں کی گئی ہے یا یہ پورے ضلع کی حدود میں کام کر رہے ہیں، کیا حکومت اس نظام کو دوسرے اضلاع میں بھی رائج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر رکھتی ہے تو اس سلسلے میں کیا ٹھوس پیشرفت ہوئی ہے؟

(ج) کیا جرمانوں میں سے کچھ رقم چالان کرنے والے وارڈن کو بھی دی جاتی ہے، اس کا تناسب کیا ہے کیا ان وصولیوں کا کچھ تناسب وارڈنز کی فلاح و بہبود پر بھی خرچ کیا جاتا ہے اور اگر نہیں تو کیا اس کی ضرورت نہیں ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب کے پانچ سٹی ڈسٹرکٹ لاہور، راولپنڈی، گوجرانوالہ، فیصل آباد، ملتان میں ٹریفک وارڈنز سسٹم نافذ ہے اور پنجاب میں ٹریفک وارڈنز کی منظور شدہ سیٹوں کی تعداد 6850 ہے۔

(ب) ٹریفک وارڈنز ان شہروں میں پورے ضلع میں تعینات ہیں اور پنجاب کے باقی اضلاع میں ٹریفک وارڈنز کے نظام کو لانے کے سلسلہ میں ابھی تک کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ج) چالان جرمانوں کی مد میں وصول ہونے والی رقم سے ٹریفک وارڈن / چالانگ آفیسر کو کوئی رقم نہیں دی جاتی ہے نہ ہی یہ رقم ان کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جاتی ہے بلکہ تمام رقم خزانہ سرکار میں جمع ہوتی ہے۔

تھانہ صدر رائیونڈ کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے متعلقہ تفصیلات

*4813: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر اعلیٰ نشان زدہ سوال نمبر 2438 جس کا جواب مورخہ 3۔نومبر 2009 کو ایوان میں پیش ہوا کے حوالے سے از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تھانہ صدر رائیونڈ کی ملکیتی اراضی 12 کنال کلار کآباد کے قریب نہر پر موجود ہے اس جگہ تھانہ صدر رائیونڈ کی بلڈنگ تعمیر کرنے کے لئے rough cost estimate تیار کر کے برائے منظوری جناب آئی جی پنجاب کو بھجوایا جا چکا ہے؟

(ب) کیا rough cost estimate منظور ہو گیا ہے اگر منظور ہو گیا ہے تو تھانہ صدر رائیونڈ کی بلڈنگ کے لئے کتنے پیسے منظور کئے گئے ہیں، اس کا ٹینڈر کب ہو گا، کام کب شروع ہو گا اور کتنے عرصہ میں تھانہ صدر رائیونڈ کی بلڈنگ تعمیر ہو جائے گی، تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) گزارش ہے کہ تھانہ رائیونڈ صدر کی تعمیر کے لئے rough cost estimate برائے منظوری جناب آئی جی پنجاب کو بھجوایا گیا تھا جس کی منظوری ہو چکی ہے۔

(ب) جس کی تعمیر کے لئے 19.289(M) کی منظوری آچکی ہے جبکہ تعمیر کے لئے محکمہ بلڈنگ کی جانب سے ٹینڈر بھی ہو چکا ہے۔ نیز تھانہ رائیونڈ صدر کی تعمیر کا کام شروع ہے۔ تھانہ ہذا کی تعمیر ایک سال تک مکمل ہو جائے گی جبکہ انسپکٹر بلڈنگ کام کی نگرانی کر رہا ہے۔

سال 2009، تھانہ باغبانپورہ لاہور ڈکیتی و راہزنی کی وارداتوں کی تفصیلات

*4883: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تھانہ باغبانپورہ لاہور میں مورخہ یکم جنوری 2009 سے آج تک ڈکیتی و راہزنی کی کتنی وارداتیں ہوئیں؟

(ب) مذکورہ تھانہ میں جون 2009 سے آج تک موٹر سائیکل چوری کی کتنی ایف آئی آرز کا اندراج ہوا؟

(ج) موٹر سائیکل چوری کے اب تک کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور ان سے کتنی موٹر سائیکلیں برآمد ہوئیں گرفتار ملزمان کے خلاف آج تک کیا کارروائی کی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران چوری کی جو موٹر سائیکلیں برآمد ہوئیں ان کے نمبرز سے بھی آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کتنی موٹر سائیکلیں ایسی ہیں جن کی ایف آئی آر ز کا اندراج ہوا لیکن وہ ابھی تک برآمد نہیں ہوئیں، ان کے نمبرز و مالکان کے ناموں سے آگاہ کریں یہ کب تک برآمد کر لی جائیں گی؟

(و) کیا یہ درست ہے کہ گرین پارک یو سی نمبر 37 داروغہ والا سے متعدد موٹر سائیکلیں چوری کرنے والا ملزم غازی آباد تھانہ لاہور نے پکڑا ہوا ہے کیا تھانہ باغبانپورہ لاہور نے اس ملزم سے تفتیش کی ہے اگر کی ہے تو اس نے کتنی موٹر سائیکلیں چوری کرنے کا اعتراف کیا ہے ان موٹر سائیکلوں کے نمبرز سے آگاہ کریں، اگر اس سے ابھی تفتیش نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات سے بھی آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ باغبانپورہ لاہور میں مورخہ 09-01-01 سے آج تک ڈکیتی کی 04 اور راہزنی کی 17 وارداتیں ہوئیں ہیں۔

(ب) مذکورہ تھانہ میں 09-06-01 سے لے کر آج تک کل موٹر سائیکل چوری کے 78 مقدمات کا اندراج ہوا۔

(ج) گرفتار ملزمان کی تعداد 11 ہے اور ان سے برآمد کی گئی موٹر سائیکلیں 07 ہیں۔ تمام چالان مرتب کر کے برائے سماعت ارسال عدالت کیا گیا ہے۔

(د) (1) موٹر سائیکل نمبر LEW/76 ہنڈا 125

(2) موٹر سائیکل نمبر LEL/8725 ہنڈا CD-70

(3) موٹر سائیکل نمبر LEL/4494 سہراب

(4) موٹر سائیکل نمبر LZO/5886 یاماہا

(5) موٹر سائیکل نمبر LEV/8837 ہنڈا CD-70

(6) موٹر سائیکل نمبر LWB/4066 ہنڈا CD-70

(7) موٹر سائیکل نمبر LZZ/7082 ہنڈا CD-70

(ہ) مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) کل چوری شدہ موٹر سائیکلوں کے سلسلہ میں گرین پارک نمبر 1 تھانہ غازی آباد لاہور نے جو ملزم پکڑا تھا اس کو شامل تفتیش کیا گیا تھا جس نے تھانہ ہذا کے کسی مقدمہ کا انکشاف نہ کیا ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہوم سیکرٹری صاحب بھی اس وقت تشریف فرما ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ آؤٹ فال روڈ پر ڈی آئی جی (آپریشن) کی طرف سے سڑک کو block کرنے کے معاملے کو اس ایوان میں raise کیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! چونکہ اس وقت لاء منسٹر ایوان میں نہیں ہیں اور دوسرے اس پر آپ کوئی تحریک التوائے کار لے کر آئیں۔۔۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں تحریک التوائے کار لے کر آیا تھا لیکن اس پر assurance دی گئی تھی کہ ہم ڈی آئی جی (آپریشن) اور پولیس سے پوچھ کر اس کا حل ڈھونڈیں گے لیکن یہ معاملہ بڑا سنگین اور شدید ہے۔ پل سگیاں کی طرف جانے کے لئے بننے والا bridge جس پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے تو یہ سڑکیں ایک دفتر کی protection کے لئے block کر دی گئی ہیں۔ میں بار بار request کر چکا ہوں کہ اس ایوان کی کمیٹی بنائی جائے۔ ہم بھی ان کی protection چاہتے ہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو، protection کے طریق کار ہیں اور یہ لاہور کے عوام کے ساتھ ہی نہیں بلکہ شیخوپورہ، سرگودھا اور فیصل آباد سے آنے والے پورے پنجاب کی عوام کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ ہم آدھا آدھا گھنٹہ وہاں کھڑے رہتے ہیں، سکول کے بچے آدھا آدھا گھنٹہ وہاں پر کھڑے رہتے ہیں اور یہ معاملہ کوئی پچیس بار اس ایوان میں raise ہوا ہے لیکن بیوروکریسی ٹس سے مس نہیں ہو رہی۔ اس پر آپ ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان افسران اور دفاتر کو protection ملے اور protection دینے کے کئی طریقے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب ایوان میں نہیں ہیں اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ وہ آتے ہیں تو اس پر بات کریں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! کہا گیا کہ باقی سوالوں کے جواب ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہماری باری بالکل آخر میں آتی ہے اور اس پر ضمنی سوال کرنے کا کوئی

موقع نہیں ملتا۔ میں نے سوال کیا تھا کہ "ہمارے ہاں مقدمہ مال میں تحویل میں لی گئی گاڑیوں کی تفصیلات کیا ہیں؟" جس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہمارے ہاں گاڑیوں کو محفوظ کرنے کا بڑا اچھا طریقہ ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ مال مقدمہ کی گاڑی پر تھانہ صدر چنیوٹ کا ASI یہاں ہائیکورٹ میں آیا جہاں پر اس نے تاریخ پیشی پر آئے ہوئے لوگوں کو فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا۔ یہ تو مال مسروقہ کے تحفظ کا کوئی طریق کار نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہاں پر نیلام کرنے کا طریقہ موجود ہے لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بیسیوں سالوں سے موٹر سائیکلیں اور گاڑیاں پڑی پڑی گل سڑ جاتی ہیں لیکن ان کا کوئی نیلام نہیں ہوتا جس کی وجہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کا کافی سارا نقصان ہو رہا ہے۔ میرا مطالبہ یہ ہے کہ ہمارے جو سوالات آج take up نہیں ہو سکے انہیں آئندہ اجلاس میں رکھا جائے تاکہ ان پر بحث ہو سکے۔ ہمیں خدا کے لئے کبھی کوئی پہلا نمبر دے دیا جائے۔ اس حوالے سے آپ سوالات ترتیب دینے والوں کو ہدایت فرمادیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

مال روڈ پر احتجاجی جلوسوں سے تاجروں اور عوام کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ کل آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے کہا تھا کہ پرائیویٹ سکولوں کے معاملے پر ایک کمیٹی تشکیل دیں گے تو یقیناً آپ تشکیل دے رہے ہوں گے یاد دے دی ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے مال روڈ کو no protest area قرار دینے کے لئے آپ کی توجہ دلائی تھی اور آپ بھی اسے سمجھتے ہیں کہ اس روڈ پر کئی کئی گھنٹے ٹریفک block ہوتی ہے اور لوگ ائیرپورٹ اور ہسپتالوں میں جانے کے لئے پھنسے رہتے ہیں جس سے اب تک کروڑوں روپے کا نقصان ہو چکا ہے جو کہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ میں اس Law Assessment Committee کا ممبر بھی تھا اور میں نے اس کی تفصیل intentionally نہیں دی تھی کہ جو کچھ ہوا تھا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جو لوگ آ کر protest کرنا چاہیں ان کے لئے ایک specified area کر دیا جائے ورنہ کبھی کوئی جلوس، کبھی کوئی جلوسی اور کچھ نہ کچھ ایسا ہو جاتا ہے جس سے مال روڈ بند ہو جاتا ہے۔ اسمبلی کے

معاملات لازم ہیں کیونکہ ہم نے یہاں پر کام بھی کرنا ہے لیکن عوام بہت زیادہ پریشان ہوتی ہے جس کا ہم پر منفی اثر پڑتا ہے۔ میں آپ سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس پر تمام stakeholders اس معزز ایوان کے ارکان اور پولیس مل بیٹھ کر ایسا کوئی طریقہ اپنائیں کہ اسے ایک specified area کر دیا جائے جہاں دو چار سو آدمی کھڑے ہو کر protest کر لیں۔ آپ کی اجازت سے کوئی delegation یا تین چار معزز ارکان جائیں اور ان کی بات سن لیں یا انہیں اندر لے آئیں so that یہ سڑکوں پر نہ روزانہ ہو۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: باقی کمیٹیاں تو آج بن جائیں گی۔ اس پر پہلے آپ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور ان کے ساتھ discuss کر کے جو آپ چاہتے ہیں وہ اس کے متعلق plan بنا کر دیں تاکہ ہم اس پر عملدرآمد کروا سکیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے کوئی دو تین آدمی دے دیں کیونکہ آپ بھی سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک area ہے جس کے لئے ہم انہیں کہیں کہ بھائی یہاں آ جاؤ کیونکہ عوام بہت پریشان ہے، کس وجہ سے protest ہوتا ہے اور پچھلے اجلاس میں بھی ہوا ہے۔ آپ کو اختیار ہے کہ آپ کمیٹی بنا دیں۔ لاء منسٹر صاحب کمیٹی کو Chair کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات میں بڑی logic ہے۔ میں اس معاملے کو دیکھتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! سنتے ہیں ایوان میں بھی اور ایوان سے باہر بھی کہ اب ہمارے ملک اور خاص طور پر صوبہ پنجاب میں جمہوریت ہے جو کہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ یہ جمہوریت اگر صوبہ پنجاب میں ہے تو پنجاب اسمبلی میں بھی ہونی چاہئے کیونکہ جب ہم باہر ایک طرف دیکھتے ہیں کہ بہت ہی زیادہ آرام دہ صوفہ اور بڑا اچھا ٹی وی پڑا ہوا ہے جبکہ اپوزیشن کی لابی میں رکھے ٹی وی میں تصویر آتی ہے نہ آواز تو اپوزیشن جو کہ جمہوریت کا حسن ہوتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ کام سپیکر آفس کا ہے اور اس کا حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے آپ سپیکر کے چیمبر میں آئیں۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میںChair سے گزارش کر رہی ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے یہ پہلی دفعہ بات کی ہے اور اس سے پہلے کم از کم میرے ساتھ کبھی بات نہیں کی اور اس حوالے سے یہاں پر نہیں بلکہ سپیکر چیمبر میں بات ہو گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرے خیال میں ہمارے لئے یہ ایوان سب سے بہترforum ہے کہ یہاں پر ہم اپنی بات کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس حوالے سےrules پڑھ لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کیا یہ بات سپیکر آفس میں جا کر کی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل۔آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ بات کون سےrule میں لکھی ہے،kindlyآپ مجھے بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ rules پڑھ لیں اور پھر مجھ سے بات کریں۔matters of the Assemblyکو سپیکر آفسdealکرتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میرا پوائنٹAssembly matterہی ہے لیکن ہمارے ساتھ ایک عرصے سےdiscriminationہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپrule 202پڑھیں اور میرے پاس آئیں پھر اس کے بعد بات ہو گی۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب عبدالوحید چودھری: شکریہ۔جناب سپیکر! میں بڑے اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ملتان روڈ پچھلے تقریباً9ماہ سے گزرنے والے لوگوں کے لئے ایک عذاب بنا ہوا ہے اور تقریباً ڈیڑھ دو کلو میٹر کی سڑک اتنے عرصے سے نہیں بن رہی جبکہ اسی وجہ سےmainہائی وے پر ہر وقت ٹریفک blockرہتی ہے تو اتنی اہم شاہراہ ہونے کے باوجود اتنے مہینوں سے وہاں کام کیوں نہیں ہو رہا اور وہ کیوں بند ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر چند دن پہلے ایک تحریک التوائے کار بھی آئی تھی جس پر حکومت نے assurance دی ہے کہ اس پر کام ہو رہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پنجاب ہاؤس اسلام آباد کا کرایہ بڑھانے کے ساتھ ساتھ
معزز ممبران کا ٹی اے / ڈی اے بھی بڑھانے کا مطالبہ

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک بہت اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں ایک کمرے کا کرایہ پہلے -/300 روپے تھا جسے -/1200 روپے کر دیا ہے حالانکہ سندھ ہاؤس کا سندھ والے -/200 روپے لیتے ہیں، بلوچستان ہاؤس، بلوچستان کے ایم پی ایز کے لئے free ہے اور خیبر پختون خواہ ہاؤس بھی وہاں کے ایم پی ایز کے لئے free ہے جبکہ ہمارے پنجاب ہاؤس کا -/1200 روپے کر دیا ہے یا تو ہمارا ٹی اے / ڈی اے بھی اس ratio سے بڑھائیں یعنی ہمیں -/5 روپے فی کلو میٹر ملتے ہیں۔ میرا گھر ملتان یہاں سے 360 کلو میٹر ہے اور ہمیں -/1800 روپے ملتے ہیں جبکہ ایک طرف کا ڈیزل کا خرچہ 40 لیٹر جو کہ تقریباً -/4000 روپے بنتا ہے اور موبائل آئل اور wear and tear علیحدہ ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ جب ہر چیز increase ہو رہی ہے اور وہاں پر پنجاب ہاؤس کا کرایہ -/1200 روپے کر دیا ہے تو ہمارا ٹی اے / ڈی اے بھی اسی حساب سے بڑھائیں۔ اس میں کم از کم similarity تو ہونی چاہئے۔ سندھ والے -/200 روپے لے رہے ہیں، آپ -/300 روپے لے رہے تھے اب جو یکدم -/1200 روپے کر دیا گیا ہے تو مجھے اس میں کوئی جواز نظر نہیں آتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ہمیں کیا سمجھا ہوا ہے؟ یا تو بالکل ہی کچھ نہ دیں اور اگر دینا ہے تو اس میں کوئی reasonable بات ہونی چاہئے۔ بے شک آپ اس کا پتا کرا لیں بلوچستان کے ایم پی ایز کے لئے free ہے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا point آ گیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب! یہ کیا مسئلہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معاملہ یہ ہے کہ شاید بلوچستان اور سندھ کے residential houses میں صرف سرکاری لوگ یا پارلیمنٹیرین ہی آتے ہوں otherwise اتنی دور سے شاید لوگوں کا آنا ممکن نہیں ہوتا۔ پنجاب ہاؤس میں on ground

realityیہ ہے کہ وہاں پر لوگوں نے ایک ایک، ڈیڑھ ڈیڑھ سال سے کمرے لئے ہوئے ہیں اور یہ کمرے مختلف ناموں سے لئے ہوئے ہیں۔ میرے نام پر، آپ کے نام پر یا کسی اور کے نام پر لئے ہوئے ہیں اور وہاں لوگوں نے مستقل ڈیرے لگائے ہوئے ہیں۔ اس چیز کو discourage کرنے کے لئے، کیونکہ جو آدمی ایک دن کے لئے اسلام آباد جائے گا اسے وہاں اس معیار کی سہولت کم از کم آٹھ سے -/10,000 روپے میں ملے گی۔ اگر اسے ہزار -/1200روپے میں رہائش ملے تو وہ اتنے میں لے لیتا ہے لیکن جو آدمی مہینے کے لئے یا سال کے لئے وہاں بیٹھا ہے تو پھر اس کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ وہ -/200روپے کے حساب سے تو کہتا ہے کہ دے دو لیکن جب اسے مہینے کا تیس ہزار، چالیس ہزار اور پچاس ہزار روپے دینا پڑے گا تو انہوں نے اس practice کو discourage کرنے کے لئے rates بڑھائے تھے کیونکہ فرق بہت زیادہ تھا۔ لوگوں نے کافی کافی عرصے سے کمرے سنبھالے ہوئے ہیں۔ یہاں پر ایک سوال تھا جس کی میں نے تفصیل دی تھی تو اس میں بھی بعض ممبران کو بلکہ یہاں پر ہمارے ایک منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ مجھے پتا ہی نہیں ہے اور میرے نام سے وہاں پر دو سال سے کمرہ book تھا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ ہمیں کسی اور کے گناہ کی سزا مل رہی ہے، یہ کون سا انصاف ہے؟ وہاں پر ڈی بلاک صرف Secretaries کے لئے مختص ہے۔ وہاں پر ایم پی اے کو کمرہ نہیں ملتا صرف سیکرٹری کو ہی ملتا ہے۔ اب سیکرٹری کا گناہ ہم بھگت رہے ہیں، یہ کون سے انصاف کے تقاضے پورے ہو رہے ہیں؟ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں انصاف چاہئے، وہ کچھ ہو جو visible بھی ہو اور جس کو لوگ بھی کہیں کہ یہ انصاف ہے۔ آپ اس طرح کر دیں کہ اگر ایم پی اے پندرہ دن کے لئے رہتا ہے تو اس سے -/1200روپے لئے جائیں، اگر وہی ایم پی اے دوبارہ کمرہ لیتا ہے تو اس سے بھی -/1200روپے لئے جائیں مگر ایک آدمی دو دن کے لئے، تین دن کے لئے رہے تو اس سے بھی -/1200 روپے لینا درست نہیں۔ میں اِس دوران صرف تین یا چار مرتبہ گیا ہوں اگر چار دن رہ کر بھی ہمیں -/1200 روپے دینا پڑے تو یہ زیادتی ہے۔ گناہ کسی اور کا ہے سزا ہم بھگت رہے ہیں۔ آپ ہمارے Custodian ہیں you have to protect our rights اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہمارے rights کی حفاظت کریں۔ گناہ کسی اور کا سزا ہمیں مل رہی ہے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ہر ایم پی اے کے پاس ایم پی اے کا کارڈ ہے اگر ایم پی اے خود جاتا ہے تو اُس کو کم از کم دو یا تین سو روپے میں ہی accommodate کرنا چاہئے۔ اگر کسی کی فیملی رہتی ہے یا کسی کے عزیز رہتے ہیں تو ان کے پاس ایم پی اے کا کارڈ تو نہیں ہوگا۔ پنجاب ہاؤس والے ایم پی ایز کو جانتے ہیں، پنجاب ہاؤس کے لوگوں کو یہ بتانا چاہئے کہ وہ کم از کم ایم پی ایز کو ان کی due respect ضرور دیں اور ہمیں اس طرح سے disgrace نہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر کچھ طے فرمالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو سرکاری یا بیوروکریسی کو T.A/D.A ملتا ہے ان سے ان کے حساب سے وصول کیا جاتا ہے۔ اب اگر ہم ممبر پر یہ چیز لاگو کریں گے تو میرا خیال ہے کہ وہ بہت زیادہ ہو جائے گا کیونکہ شاہ صاحب کو پتا ہے کہ جب ایک ممبر اجلاس میں یا اسلام آباد اپنے پارلیمانی business کے لئے جاتا ہے تو اس کو اس مقصد کے لئے جو پیسے ملتے ہیں وہ -/1200 روپے سے بہت زیادہ ہیں۔ اس کو پھر اُس طرح سے match نہیں کیا جا سکتا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے پنجاب ہاؤس کے T.A/D.A کی بھی بات کی ہے۔ 1970 سے by the grace of God I am the member of this House اُس وقت یہ ہوتا تھا کہ ٹیکسی والا ایک میل کے آٹھ آنے لیتا تھا اور ہمیں بھی آٹھ آنے ملتے تھے۔ آج ٹیکسی والا -/20 روپے فی کلومیٹر لے رہا ہے اور ہم -/5 روپے لے رہے ہیں۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ میرے گھر کا فاصلہ 360 کلومیٹر بنتا ہے اور ہمیں صرف -/1800 روپے ملتے ہیں جبکہ ہمارا خرچہ چار ہزار روپے ہوتا ہے۔ جب سب چیزیں بڑھ رہی ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ Federal نے تیل کی قیمت بڑھا دی ہے I do admit مگر ہم پر تو وہی لاگو ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے۔ I just want the justice to be done ہمارے ساتھ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ اگر ہم ممبر بن گئے ہیں تو ہمیں ہر طریقے سے victimize کیا جائے۔ پنجاب ہاؤس میں بھی ہماری victimization شروع ہے۔ راولپنڈی میں جو پنجاب ہاؤس ہے آپ اس کی انکوائری کروالیں وہاں ایک suite چیف سیکرٹری کے لئے مختص ہے۔ مجھے بتائیں کہ ایم پی اے کا status کیا ہے؟ ایم پی اے کا status سیکرٹری سے زیادہ ہے اور order of precedent کیا ہے؟ اس حساب سے we are above the level of a Secretary ہمارا یہ پروٹوکول ہے کہ If we go to visit Commissioner Office,

Commissioner is bound to come out and receive us اگر ہم یہ claim نہیں بھی کرتے مگر ہمارا یہ privilege تو ہے ناں۔

جناب والا! سندھ والے بھی recognize کرتے ہیں، بلوچستان والے بھی recognize کرتے ہیں، وہ آتے ہیں، دو دن رہتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ انکوائری کروالیں کہ آپ کو وہاں ممبران بہت کم ملیں گے جو پندرہ دن سے زیادہ رہ رہے ہوں۔ اگر وہاں ملیں گے تو سیکرٹری ملیں گے، اب گناہ ان کا ہے اور سزا ہم بھگت رہے ہیں۔ ان کو تو T.A/D.A پورا ملتا ہے یا جس ہوٹل میں بھی وہ رہیں ان کو allowed ہے، چاہے وہ Five Star Hotel میں رہیں مگر ایک ممبر کے لئے ایسا نہیں ہے۔ ہم تو ایسے ہیں کہ جب کسی کی مرضی ہو وہ ہمارے گلے میں پھولوں کی مالا ڈال دے اور جب اس کا دل چاہے تو پھر کچھ اور ہمارے گلے میں ڈال دے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جو ہمارے rights اور privileges ہیں یا تو ان کو totally ختم کر دیں ورنہ ہمیں پورے دیں، ہمیں half measures نہیں چاہئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ممبر چاہے حکومتی بنچ کا ہو یا اپوزیشن کا، ممبر ممبر ہی ہوتا ہے اور ان کے privileges equal ہوتے ہیں۔ میرا personal experience ہے۔ میں نے ایک مرتبہ پنجاب ہاؤس call کی کیونکہ مجھے ویزے کے لئے اسلام آباد جانا تھا انہوں نے مجھے refuse کر دیا اور کہا کہ میڈم چونکہ آپ اپوزیشن کی ہیں. we are sorry ہم آپ کو room نہیں دے سکتے۔ پھر میں نے اپنی پی ایم ایل (ن) کی friend سے request کی انہوں نے مجھے کہا کہ تم چھوڑو میں تمہیں اپنے نام پر room لے کر دے دیتی ہوں۔ یہ discrimination ہے اور بہت غلط ہے۔ اگر اس طرح اس level پر جا کر ممبر کی تذلیل کی جائے گی کیونکہ مجھے بحیثیت ممبر insult کیا گیا اس نے مجھے یہ کہہ کر refuse کیا کہ چونکہ آپ اپوزیشن میں ہیں اس لئے آپ کا یہ privilege نہیں ہے اس لئے ان چیزوں کا serious notice لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو محترم شاہ صاحب نے فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور یہ ہر ممبر کا حق ہے لیکن میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں جو لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کچھ معزز ارکان ایسے ہیں جن کے پاس عرصہ دراز سے کمرے موجود ہیں یا repeatedly ان کا duration of stay repeat ہو رہا ہے۔ یہ بھی ذرا غور کر لینا چاہئے کیونکہ پچھلے tenure میں بھی میں نے کبھی کمرہ مانگا، نہ مجھے ملا اور اس tenure میں بھی تین سالوں میں نہ مانگا، نہ ملا۔ وہاں پر جو لوگ اِن کے behalf پر رہ رہے ہیں وہ تو ویسے ہی غلط ہے اور اخلاقی طور پر بھی غلط ہے۔ اگر اس طرح کے ہمارے ارکان ہوں یا کوئی بھی لوگ ہوں چاہے وہ بیوروکریسی سے ہوں تو ان کے نام اس ایوان کو ضرور بتائے جائیں۔ بے شک وہ genuinely رہ رہے ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس اسمبلی میں already نام بتائے جا چکے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ تو ایک یا ڈیڑھ سال پہلے کی بات ہے۔ اس کے بعد بھی تو کئی پردہ نشین آئے ہوں گے جن کی وجہ سے پنجاب ہاؤس book ہی رہتا ہے، جن کو تو واقعی genuinely ضرورت ہے ان کو تو کمرہ ملنا چاہئے جن کو ضرورت نہیں ان کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اور جو لوگ وہاں پر بلاوجہ رہ رہے ہیں ان وجوہات کو ہمیں discuss نہیں کرنا لیکن کم از کم ان ناموں کو تو دیکھا جائے کہ کون لوگ رہ رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔ جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! کوئی بھی facility جو گورنمنٹ کی طرف سے دی جاتی ہے اس کو facility کے طور پر ہی دینا چاہئے اس کو ایک دم بڑھانا نہیں چاہئے۔ اگر ہم چیزوں کو statistically value کریں تو -/300 روپے سے -/1200 روپے کرنا کوئی justification نہیں بنتی ہے اور کسی بھی جگہ پر اتنا بڑا quantum jump نہیں ملتا۔ یہ economically بھی unviable ہے۔ اگر دوسری طرف سے administratively بھی دیکھیں تو اس میں یہ نہیں بنتا کہ ایک دم سے rates کو اتنا بڑھا دیا جائے کیا ملک میں ایسا کوئی مسئلہ ہے کہ ہم نے اس کو بڑھا دیا؟ commodities کی prices in relation to surrounding environment بڑھتی ہیں۔ یہ بلڈنگ تو بنی ہوئی ہے اور جو facility دی ہوئی ہے اس کو -/1200 روپے کر دیا جائے گا تو یہ facility نہیں رہ جائے گی یہ تو پھر وبالِ جان بن جائے گا کیونکہ اسلام آباد میں ہزار روپے میں تو گیسٹ ہاؤس میں جگہ مل جاتی

ہے۔ اگر گیسٹ ہاؤس میں جا کر ٹھہرنا شروع کر دیں گے تو کل کو ہمارے لئے security problem ہو جائے گی۔ یہ جگہ اس لئے دی جاتی ہے کہ یہاں پر security ہے، یہاں facilities ہیں اور یہاں پر لوگ status کے حساب سے ٹھہرتے ہیں تاکہ ان کو یہ محسوس ہو سکے کہ وہ اس اسمبلی کے معزز ممبران ہیں تو اس کو اُسی طرح کیا جائے کیونکہ یہ اتنا بڑا unjustified quantum jump ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! میرا خیال ہے کہ اس پر کافی زیادہ ممبران کا concern ہے اس پر کمیٹی بنا کر کوئی طریق کار رکھ لیں۔ یہ معاملہ ہاؤس کمیٹی کو refer کر دیتے ہیں کہ وہ اس پر آپ کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لے کیونکہ ایم پی ایز کا breach privilege نہیں ہونا چاہئے تو میں اس معاملہ کو ہاؤس کمیٹی کے سُپرد کر رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہاؤس کمیٹی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر اختر ملک): جناب سپیکر! ہاؤس کمیٹی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا، پھر میں ایک سپیشل کمیٹی بنا رہا ہوں، وہ میں آج ہی بیٹھ کر بنا لوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! time limit دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے کمیٹی تو بنا لینے دیں پھر time limit بھی دے دیں گے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ آج ایک ہی تحریک استحقاق جناب جاوید علاؤالدین ساجد صاحب کی ہے۔ یہ کل سے آج پر آئی تھی، موجود نہیں ہیں۔ ان کی طرف سے کوئی درخواست بھی نہیں آئی ہوئی تو اس کو dispose of کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پڑھ دیتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔اس کے بعد تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔سب سے پہلے میاں طارق محمود صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 776/10 ہے۔یہ آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ معاملہ کافی complicated ہے۔اس کا جواب موصول ہو گیا ہے میں میاں طارق محمود کو اس کی کاپی فراہم کر دیتا ہوں۔وہ اس کو دیکھ لیں اور اس کے بعد وہ جیسے فرمائیں گے اس کے مطابق کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!ٹھیک ہے ؟آپ پہلے اس کے جواب کو دیکھ لیں پھر اس کے حساب سے اس کو دیکھ لیں گے ابھی اس کو pending کر دیتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 909 ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!وہ دوائی کھانے گئی ہیں ابھی آ رہی ہیں۔اس کو pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ next week تک pending کی جاتی ہے۔اب محترمہ ثمینہ خاور حیات، جناب طاہر اقبال چودھری، چودھری عامر سلطان چیمہ کی تحریک التوائے کار نمبر 915 ہے۔

پنجاب پولیس کے تعمیر و مرمت کے منصوبوں میں کروڑوں روپے خُورد بُرد ہونے کا انکشاف

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 11۔دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق پنجاب پولیس میں کروڑوں روپے کا فراڈ جو فنڈز پولیس لائن قلعہ گجر سنگھ، قربان لائن کی باؤنڈری وال، سٹریٹ لائٹس، مصری شاہ، ٹبی اور سی آئی اے صدر کے ڈی ایس پیز کے دفاتر کے لئے جاری کئے گئے تھے وہ خُورد بُرد کر لئے گئے۔لاہور پولیس کے 32 پراجیکٹس کاغذوں میں مکمل لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔سابقہ

سی سی پی او لاہور پرویز راٹھور کی زیر نگرانی پراجیکٹس میں کروڑوں روپے کے فراڈ سامنے آئے ہیں جن میں تھانہ ہنجروال، لیاقت آباد، گلبرگ، ماڈل ٹاؤن، اچھرہ، پرانی انار کلی، نواں کوٹ اور تھانہ رنگ محل کی تعمیر و مرمت کرنا شامل تھا۔ پولیس لائن قلعہ گجر سنگھ میں 23 کوارٹروں کی مرمت کے لئے بھاری فنڈز جاری کئے گئے ایک بھی کام نہ ہونے کے باوجود الرحمٰن "یونائیٹڈ" سٹار کنٹرکشن کمپنیوں مون ٹریڈرز کو ادائیگی کی گئی۔ 11 ہزار کی سٹریٹ لائٹس کی قیمت سرکاری کاغذوں میں ساڑھے 23 ہزار روپے وصول کی گئی۔ اس سارے فراڈ میں ایس پی علی ارسلان ملک، ایکسیئن چودھری شریف، تین ایس ڈی اواور پانچ سب انجینئرز بھی ملوث ہیں۔ موجودہ سی سی پی او اسلم ترین نے بلڈنگوں کی خستہ حالی اور ناقص سکیورٹی سسٹم دیکھ کر فنڈز جاری کرنا چاہے تو سابقہ سی سی پی او کا فراڈ بے نقاب ہو گیا۔ اس سے صوبہ بھر کی عوام میں شدید غم و غصہ اور بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next week تک pending فرمادیں۔ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ next week تک pending کی جاتی ہے۔ اب سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 982/10 ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ کوئی درخواست بھی نہیں آئی ہوئی۔ It is disposed of۔ اب سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ سیمل کامران، جناب طاہر اقبال چودھری کی تحریک التوائے کار نمبر 950/10 ہے۔۔۔ تینوں لوگ موجود نہیں ہیں، کوئی درخواست بھی نہیں آئی ہوئی تو It is disposed of اس کے بعد چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 958 ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، اس طرح نہیں کوئی درخواست آنی چاہئے۔ ایک proper طریقہ ہوتا ہے۔ .It is disposed of اب خواجہ محمد اسلام صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 968/10 ہے۔ جی، پیش کریں۔

انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی فیصل آباد میں متعلقہ ڈاکٹروں کی عدم تعیناتی سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت فیصل آباد شہر میں فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا قیام عمل میں لائی ہے جس پر کروڑوں روپے خرچ کئے ہیں تاکہ اس سے فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، جھنگ، چنیوٹ، لیہ، بھکر، سرگودھا اور دیگر ملحقہ اضلاع کی عوام مستفید ہو سکے۔ مگر اس ادارے میں ڈاکٹر، خاص طور پر اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسرز، پروفیسرز، کارڈیک سرجن، کارڈیک فزیشن کی اسامیاں خالی پڑی ہیں جس کی وجہ سے یہ ادارہ جس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا وہ مقصد حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا جبکہ اس میں دیگر کارڈیک سنٹر کی طرز پر مشینری خاص کر ٹیسٹوں کی مشینری فراہم نہ کی گئی ہے۔ کروڑوں روپے لگانے کے باوجود اس میں ابھی تک دل کے بڑے آپریشن نہ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف اوپر بیان اضلاع بلکہ صوبہ کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں خالی اسامیوں سے متعلق معاملہ اٹھایا گیا ہے اس وقت جو پوزیشن ہے میں عرض کر دیتا ہوں۔ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے سلسلے میں عرض ہے کہ پروفیسر اور ایسوسی ایٹ پروفیسر کی زیادہ تر اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ارسال کی جا چکی ہیں تاہم contract پر کام کرنے والے پروفیسروں اور ایسوسی ایٹ پروفیسروں اور اسسٹنٹ پروفیسروں نے عدالت عالیہ میں ان کی سروس کو regular کرنے کے لئے درخواست دائر کی ہوئی ہے اور عدالت عالیہ نے stay order جاری کیا ہوا ہے جس میں محکمہ ہذا اور پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ جب تک ان cases کا فیصلہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک کوئی appointment order جاری نہ کئے جائیں۔ جس کی وجہ سے خالی اسامیاں پُر کرنے میں مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ تاہم promotion case ہر ماہ Service Selection Board کو ارسال کئے جا رہے ہیں اور ڈاکٹروں کی ترقیاں ہو رہی ہیں اس میں

problem ہے لیکن فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں جو اسامیاں خالی ہیں ان کو جلد سے جلد پُر کرنے کے متعلق ہدایات محکمے کو جاری کی جا چکی ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! اس سلسلے میں تھوڑی سی یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ادھر حالت یہ ہے کہ ایک 6کروڑ روپے کی مشین وہاں پر آئی ہے جس میں ایک چھوٹا سا کوئی problem ہے، ایک Technician تک وہاں پر نہیں آیا اور پچھلے چار ماہ سے وہ مشین بند پڑی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! جیسے باقی چیزوں کے بارے میں کہا ہے اس بارے میں بھی کوئی direction issue کریں۔ اب یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 980/2010 محترمہ سیمل کامران، محترمہ قمر عامر چودھری، سیدہ ماجدہ زیدی کی طرف سے ہے۔

پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے امتحانی شیڈول برائے جماعت پنجم و ہشتم میں تبدیلی کا مطالبہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار مورخہ 23۔دسمبر2010 کی خبر کے مطابق پنجاب ایگزامینیشن کمیشن نے پنجاب ان پڑھ پروگرام شروع کر دیا ہے۔ امتحانات کا شیڈول تبدیل کیا جائے اور ایک دن میں ایک پرچہ لیا جائے۔ ملک ناصر نوید تفصیلات کے مطابق روڈ سلطان و گرد و نواح کے پرائیویٹ سکول مالکان نے پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی جانب سے جماعت پنجم اور ہشتم کے ایک ہی دن میں تین تین امتحانی پرچے لینے کے شیڈول کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ایسا کر کے ابتدائی تعلیم کے رزلٹ میں کمی show کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ محکمہ تعلیم حکومت پنجاب شرح خواندگی کا گراف نیچے کی جانب لے جانا چاہتی ہے۔ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن نے فروغ تعلیم کی مثال بے مثال قائم کر دی ہے۔ ان کا پچھلے سال بھی شیڈول غیر منصفانہ تھا جس سے 65 فیصد بچے فیل ہو گئے تھے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب سے اپیل کی ہے کہ فروری سے شروع ہونے والے امتحانات کے شیڈول تبدیل کر کے معصوم بچوں پر احسان عظیم کریں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام، طلبہ اور ان کے والدین میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): تحریک التوائے کار نمبر 980۔ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن جماعت پنجم اور ہشتم کے 25 لاکھ طلباء کا ہر سال امتحان منعقد کرتا ہے۔ طلباء سے فیس کی مد میں ایک پیسا بھی نہیں لیا جاتا۔ اس امتحانی طریق کار میں حکومت پنجاب کے 500 ملین روپے خرچ ہوتے ہیں۔ ایک دن میں ایک پرچہ لینے سے اخراجات بڑھ جائیں گے جو کہ تقریباً 550 بلین روپے پر چلے جائیں گے۔ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن جماعت پنجم کا امتحان چار یوم میں لیتا ہے جس میں دو ایام میں آسان ترین مضامین کے پرچہ جات لئے جاتے ہیں اور analysis کی بنیاد پر یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایک یوم میں دو پرچہ جات لینے سے نتیجہ متاثر نہیں ہوتا۔ پچھلے سال جماعت پنجم کا نتیجہ 94.30 فیصد رہا۔ جماعت ہشتم کا نتیجہ 92.6 فیصد رہا۔ تمام مضامین کے پرچہ جات کے سوالات MCQs پر مشتمل ہوتے ہیں لہذا مضمون کی تیاری ایک دن میں کرنا ممکن نہیں اور اس طرح طالب علم کا نتیجہ متاثر نہیں ہوتا۔ چونکہ اس میں subjective حصہ نہیں ہوتا لہذا طلباء کو تھکاوٹ نہیں ہوتی۔ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن بین الاقوامی معیار کے مطابق امتحانات کا انعقاد کرتا ہے جس پر دو پرچہ جات ایک دن میں لینا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ یہ امتحانات تین سال سے پرائیویٹ پبلک سکولوں سے لیا جارہا ہے۔ طلباء اور والدین سے اس شیڈول پر کسی قسم کی شکایات اور درخواستیں وصول نہیں ہوئیں۔ تعلیمی سال کا آغاز یکم اپریل سے ہوتا ہے۔ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن نے طلباء کا نتیجہ 30۔مارچ کو ضلعی سربراہان کے حوالے کرنا ہوتا ہے۔ اگر امتحان کا دورانیہ بڑھا دیا جائے گا تو مطلوبہ نتائج تک نتیجہ کا اعلان کرنا مشکل ہو جائے گا اور اس سے اگلا تعلیمی سال بھی متاثر ہوگا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جو بچے پنجم یا ہشتم میں پڑھ رہے ہیں وہ اسی level کے بچے ہیں تو میں نہیں سمجھتی کہ اگر ایک دن میں تین پرچے لئے جائیں گے تو وہ بچے اس طرح سے deliver کر پائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک دن میں دو پرچے ہیں، تین نہیں ہیں۔ ٹھیک ہے سکولوں میں ہوتا ہے اور سکولوں میں چلتا بھی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ 981/2010 محترمہ سیمل کامران، سیدہ ماجدہ زیدی اور محترمہ قمر عامر چودھری!

لاہور میں سٹیزن کمیونٹی کے فنڈ سے بنائے گئے بس شیلٹروں کی خراب حالت سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 24۔دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ذیلی ادارے شہری سہولیات کے افسران بس سٹینڈوں پر بنائے جانے والے بس شیلٹروں کے کروڑوں روپے کے فنڈ کھا گئے۔ ضلع لاہور میں 100 سے زائد بس سٹینڈز ناکارہ ہو گئے۔ درجنوں بس شیلٹرز تجاوزات قائم ہیں۔ گھنٹوں بسوں کا انتظار کرنے والے سینکڑوں مسافر ٹوٹے بس شیلٹروں اور سڑکوں پر بیٹھنے پر مجبور ہیں جبکہ کئی جگہوں پر پانی کے پینے کے الیکٹرانک کولر اور بنچ غائب ہو چکے ہیں جبکہ دو سال قبل ان کو سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے فنڈز سے بنایا گیا اور فی بس شیلٹر 6 لاکھ روپے سے تین لاکھ روپے کا منافع کمایا گیا۔ افسران کی ملی بھگت سے اعلیٰ افسران خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کی عوام اور بالخصوص لاہور شہر کی عوام میں شدید بے چینی اور تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کو pending کر دیں، اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کب تک کے لئے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگلے ہفتے تک کے لئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 985/10 محترمہ سیمل کامران، سیدہ ماجدہ زیدی اور محترمہ قمر عامر چودھری!

محکمہ تحفظ ماحولیات اور ضلعی انتظامیہ کی غفلت سے غیر قانونی فیکٹریوں اور کارخانوں سے لاہور میں آلودگی میں اضافہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "اوصاف" مورخہ 23۔ دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق محکمہ تحفظ ماحولیات ضلعی انتظامیہ اور متعلقہ محکموں کی غفلت اور ملی بھگت سے صوبائی دارالحکومت کے رہائشی علاقوں میں شاپر بیگ بنانے والے کارخانے، فیکٹری، ملز، فرمیں اور ڈائی میکر کارخانے مقامی آبادیوں کے لئے وبال جان بن گئے۔ متعلقہ محکموں میں دی گئی شکایات رسمی کارروائی کے بعد ردی کی ٹوکری کی نذر ہو جاتی ہیں۔ شمالی لاہور میں آلودگی میں حیرت انگیز اضافہ شہریوں پر خطرات کے بادل منڈلانے لگے۔ گزشتہ چند سالوں سے محکمہ تحفظ ماحولیات ضلعی انتظامیہ کی غفلت لاپروائی اور مال بناؤ پالیسی کے سبب غیر قانونی فیکٹریوں، ملز، کارخانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا جبکہ صفائی و ماحولیاتی آلودگی کے ساتھ بہرہ پن بھی عام ہے۔ جن کی وجہ سے شہری شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ شہر کے مختلف علاقوں خصوصاً وسن پورہ، کوٹ خواجہ سعید، سلامت پورہ، فتح گڑھ، تاج پورہ، چائنہ سکیم، ہربنس پورہ، سلامت پورہ، تاج باغ سمیت دیگر علاقوں میں متعلقہ اداروں کی ملی بھگت اور ماتحت عملہ کی ماہانہ وصولی کے باعث غیر معیاری شاپر بنانے والے، سپیئر پارٹس فیکٹریاں مصروف عمل ہیں۔ لاہور شہر کی عوام نے اپیل کی ہے کہ رہائشی علاقوں میں عوام کے لئے درد سر بنی فیکٹریوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کی عوام اور بالخصوص لاہور شہر کی عوام میں شدید غصہ اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اسے بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 988/2010 محترمہ ثمینہ خاور حیات!

چیچہ وطنی کے علاقے کی رہائشی دو لڑکیوں کا اغواء، زیادتی اور متاثرہ خاندان کا اعلیٰ حکام سے انصاف کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" لاہور مورخہ 13۔ دسمبر 2010 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "چیچہ وطنی میں 2 لڑکیاں اغواء، 3 ماہ تک اجتماعی زیادتی" تفصیل یوں ہے کہ چیچہ وطنی میں دو لڑکیوں کو مقامی اوباشوں نے اغواء کر لیا اور انہوں نے تین ماہ تک گینگ ریپ کرتے رہے، بتایا جاتا ہے کہ نواحی گاؤں 20/14L کی 14 سالہ (س) کو اسی گاؤں کے نور احمد، غلام شبیر عرف شبو، نصیر احمد، منظور حسین اور زاہد اقبال نے زبردستی کار میں ڈال کر اغواء کر لیا اور مختلف مقامات پر لے جایا گیا اور تین ماہ زیادتی کا نشانہ بناتے رہے اور اس کے کانوں سے ایک تولہ کے کانٹے اور نقدی رقم بھی چھین لی۔ اس طرح گاؤں 30/14L سے بھی ایک لڑکی (ر) کو اغواء کیا گیا اور نجابت نامی شخص نے اسے اغواء کر کے اپنے ہمراہ ساتھیوں محمد امین اور محمد جمیل نے ان کے ساتھ زیادتی کرتے رہے۔ پولیس نے ابھی تک ملزمان کو گرفتار نہیں کیا، لڑکیوں کے والدین نے متعدد مرتبہ مقامی پولیس کو ملزمان کی گرفتاری کے لئے گزارشات کیں لیکن پولیس ٹس سے مس نہیں ہو رہی ہے۔ ان غریب گھرانوں کے والدین نے اعلیٰ حکام سے انصاف کی اپیل کی ہے کہ ملزمان سرعام دندناتے پھرتے ہیں۔ ملزمان بااثر ہیں جس کی وجہ سے ان کو گرفتار نہیں کیا جا رہا ہے۔ ان لڑکیوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے ان کے والدین کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں کہ وہ ملزمان سے صلح کر لیں ورنہ ان کو جان سے مار دیا جائے گا۔ پولیس ملزمان کو پکڑنے کی بجائے الٹا ان لڑکیوں کے والدین کے اوپر دباؤ ڈال رہی ہے اور معاملہ رفع دفع کرنے کے لئے کہہ رہی ہے۔ یہ ایک واقعہ نہ ہے ایسے بے شمار واقعات رونما ہوتے ہیں لیکن پولیس اصل ملزمان کو پکڑنے کی بجائے الٹا مدعیوں پر ہی زور دیتی ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسا لائحہ عمل بنایا جائے کہ پولیس ایسے واقعات جو گینگ ریپ کے ہوں تو اس میں براہ راست مدعیوں کو ڈرایا دھمکایا نہ جا سکے۔ اس واقعہ سے چیچہ وطنی کی عوام میں بالخصوص اور صوبہ بھر کی عوام میں بالعموم غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے بھی next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار بھی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 992/2010 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

فیکٹری ایریا کوٹ عبدالمالک شیخوپورہ کے رہائشی کے اکلوتے بیٹے کا قتل، ورثاء کا ملزمان کو گرفتار کرنے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" لاہور مورخہ 14۔ دسمبر 2010 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "کوٹ عبدالمالک پانچ بہنوں کے اکلوتے بھائی کا قتل، ملزم گرفتار نہ ہونے پر اہل علاقہ سراپا احتجاج" تفصیل یوں ہے کہ تھانہ فیکٹری ایریا کوٹ عبدالمالک میں پانچ بہنوں کے اکلوتے بھائی کا بہیمانہ قتل اور پولیس کی جانب سے ملزم کی عدم گرفتاری پر پورا علاقہ سراپا احتجاج بن گیا۔ مقامی پولیس کے اے ایس آئی سے رابطہ کیا اور ان کو بتایا گیا کہ بیٹا گم ہو گیا ہے، جب کھیتوں میں جا کر دیکھا تو وقار مردہ پڑا تھا۔ گلے میں رسی کا پھندہ تھا۔ محلے داروں نے مقتول وقار کو ملزم کے ساتھ باہر جاتے دیکھا وہ اس کی دکان پر گیا۔ ملزم کے ورثاء نے مقامی پولیس سے مک مکا کر لیا ہے اس وجہ سے پولیس نے ملزم گرفتار کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ جب مقتول کے ورثاء کی پولیس نے نہ سنی تب انہوں نے احتجاج کیا۔ مقتول کا والد کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے مسلسل 18 سال تک دعائیں مانگیں تب جا کر پانچ بچیوں کے بعد بیٹے جیسی نعمت نصیب ہوئی، وہ بھی ظالموں نے نہ رہنے دیا اور اس کو چھین لیا۔ اب مقامی پولیس ملزم کو پکڑنے کی بجائے ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے۔ اہل محلہ نے ملزم کو سر عام پھانسی لگانے کا مطالبہ کیا ہے۔ اہل محلہ نے اپنے تھانہ کی پولیس پر یہ بھی الزام عائد کیا ہے کہ اس پولیس نے کبھی کسی واردات کے قاتل کو بے نقاب نہیں کیا۔ اس بے رحمانہ قتل سے کوٹ عبدالمالک سمیت صوبائی دارالحکومت کی عوام میں بالخصوص اور صوبہ بھر کی عوام میں بالعموم غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 992 کے ضمن میں عرض ہے کہ مورخہ 10-12-12 کو مدعی مقدمہ نے تحریر کروایا کہ ملزم یاسر کا ہمارے گھر آنا جانا تھا مورخہ 10-12-11 کی شام ملزم ہمارے گھر آیا اور مقتول وقار کو ساتھ لے کر نماز عشاء پڑھنے کے لئے چلا گیا جب کافی دیر تک ہمارا بیٹا وقار گھر نہ آیا تو ہم نے اس کی تلاش کی لیکن وہ نہ ملا تو ہم نے یاسر کے گھر جا کر پتا کیا تو اس نے بتایا کہ میں نماز پڑھ کر اکیلا گھر آگیا تھا جبکہ وقار کا مجھے کوئی علم نہ ہے وہ وہیں تھا۔ صبح ہمیں اطلاع ملی کہ ابو خیر گلاب کے پھولوں کے کھیت میں ایک بچے کی نعش پڑی ہوئی ہے ہم نے جا کر دیکھا تو یہ نعش ہمارے بچے کی تھی اور اس کے گلے میں پھندہ پڑا ہوا تھا۔ملزم یاسر نے وقار کو اس وجہ سے قتل کیا کہ اس کا ہمارے گھر آنا جانا تھا جو وقار کو پسند نہ تھا اور اس نے اسے گھر آنے سے منع کیا تھا اسی رنجش کی بنا پر ملزم یاسر نے ہمارے بیٹے وقار کو گلے میں پھندہ ڈال کر قتل کیا ہے جس پر مقدمہ درج رجسٹرڈ ہو کر تفتیش بذریعہ محمد اسحاق سب انسپکٹر عمل میں لائی گئی۔ملزم کی گرفتاری کے لئے اس کے گھر متعدد بار ریڈ کیا گیا جو دستیاب نہ ہوا۔ملزم کے تمام اہل خانہ گرفتاری سے بچنے کے لئے روپوش ہو چکے ہیں۔مورخہ 2011-01-03 کو مذکورہ ملزم کے بھائی قیصر ولد نصیر احمد شیخ کے خلاف مقدمہ نمبر 6/2011 مورخہ 2011-01-03 جرم زیر دفعہ 212(ت پ) تھانہ فیکٹری ایریا ضلع شیخوپورہ درج رجسٹرڈ کیا گیا ہے اور ملزم کی گرفتاری کے لئے بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات:شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 994/2010 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے لیکن ان کی درخواست آئی ہوئی ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 1003/2010 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

پنجاب کی گرین ٹریکٹر سکیم میں بے ضابطگیوں کا انکشاف

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 27۔دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق حکومت پنجاب کی گرین ٹریکٹر سکیم میں بڑے پیمانے پر بے ضابطگیوں کا انکشاف ہوا ہے اور بے شمار درخواستوں پر پڑتال کئے بغیر

قانونی تقاضے پورے کرنے اور طے شدہ طریق کار کے بغیر من پسند افراد کو ٹریکٹر الاٹ کر دیئے گئے ہیں اور بعض casesایسے بھی ہیں کہ ایک ہی گھر کو دو یا دو سے زیادہ ٹریکٹر الاٹ کر دیئے ہیں۔اس خبر سے صوبہ کی کسان برادری میں بہت غم وغصہ پایا جاتا ہے اور وہ سراپا احتجاج ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے pendingفرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next weekتک کے لئے pendingکی جاتی ہے۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 1007/2010 ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کی طرف سے ہے۔ ڈاکٹر صاحب موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر1009/2010 چودھری عامر سلطان چیمہ ، محترمہ سیمل کامران ، محترمہ قمر عامر چودھری، سیدہ ماجدہ زیدی کی طرف سے ہے۔

یوریا کھاد کی قیمتوں میں بے جا اضافہ سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "وقت" مورخہ 27۔دسمبر 2010 کی خبر کے مطابق کھاد کمپنیوں نے یوریا کھاد کی قیمتوں میں -/200 روپے فی بوری اضافہ کر دیا ہے جس سے یوریا کھاد کی بوری -/850روپے سے بڑھ کر -/1050روپے میں فروخت ہو رہی ہے۔قیمتوں میں اضافے سے کھاد کمپنیوں کو 12۔ارب 44کروڑ 16لاکھ روپے کا اضافی منافع حاصل ہو گا، کاشتکار گندم اور دیگر فصلوں کے لئے مقررہ تناسب سے کھاد استعمال نہیں کر سکیں گے۔ ربیع سیزن 11-2010 کے دوران ملک میں یوریا کھاد کے استعمال کا تخمینہ 31لاکھ 80ہزار میٹرک ٹن لگایا گیا ہے، گندم اور دیگر فصلات کے لئے 6کروڑ 91لاکھ بوری یوریا کھاد استعمال ہو گی۔ ربیع کی فصلات کے لئے 35لاکھ میٹرک ٹن کھاد دستیاب ہو گی جس میں سے 2لاکھ 50 ہزار میٹرک ٹن کھاد امپورٹ کی جارہی ہے۔انٹرنیشنل مارکیٹ میں یوریا کھاد کے نرخ -/1400روپے سے بڑھ کر -/1500روپے فی بوری تک پہنچ گئے ہیں۔کسان بورڈ کے مرکزی ترجمان اختر فاروق نے

کہا ہے کہ کھاد کمپنیاں قیمتوں میں اضافہ کرکے اربوں روپے کی ناجائز منافع خوری کر رہی ہیں۔یوریا کھاد زیادہ تر مقامی سطح پر تیار کی جاتی ہے اس لئے قیمتوں میں اضافے کا جواز نہیں، مہنگی ہونے کے باعث کسان کھاد کا استعمال کم کریں گے جس سے گندم کی پیداوار کم ہو گی۔اس خبر سے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1010/2010 ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1011/2010 بھی ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1015/2010 میاں طارق محمود صاحب!

بلدیہ ڈنگہ ضلع گجرات میں قائم بس سٹینڈ کو ختم کرنے سے ٹریفک بلاک اور بھتہ خوری میں اضافہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلدیہ ڈنگہ ضلع گجرات نے devolution plan سے قبل شہر میں ایک بس سٹینڈ بنایا ہوا تھا جس میں بسیں کھڑی ہوتی تھیں اس سٹینڈ سے حکومت کو آمدن بھی ہوتی تھی اور سرکاری خزانہ میں یہ آمدن جمع کرائی جاتی تھی مگر جب سے نیا بلدیاتی نظام آیا ہے اور T.M.A کھاریاں نے takeover کیا ہے اُس وقت سے آج تک T.M.A کھاریاں کے سابق ناظم، عملہ اور افسران کی ملی بھگت سے یہ بس سٹینڈ ختم کر دیا گیا ہے۔چند بااثر افراد اس جگہ پر ہر بس سے بھتہ وصول کر رہے ہیں۔ بسیں سڑک پر ہر وقت کھڑی رہتی ہیں جس کی وجہ سے اس شہر میں ٹریفک بلاک رہتی ہے اور حکومت کے خزانہ میں بھی کوئی رقم جمع نہ ہو رہی ہے۔اس طرح یہ بااثر افراد T.M.A افسران و اہلکاران کی ملی بھگت سے حکومت کو لاکھوں روپے

کا نقصان پہنچا رہے ہیں جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس تحریک کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1/2011 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی طرف سے ہے۔ ان کی طرف سے درخواست آئی ہوئی ہے اس لئے اس تحریک کو بھی کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

بلا باری قرارداد پیش کرنے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! کل میں نے ایک اہم مسئلہ کی طرف نشاندہی کرائی تھی جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ آپ اس کے لئے قرارداد لے آئیں تو آپ کے وعدے اور حکم کے مطابق آج میں یہ دو سطروں کی قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ مجھے یہ قرارداد out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کل قرارداد لانے سے مقصد یہ تھا کہ آپ یہ قرارداد procedure کے مطابق جمع کرائیں۔ اگر آپ اس قرارداد کو out of turn لانا چاہتے ہیں تو پھر جو بات بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہوئی ہے اس طریقے سے لے کر آئیں۔ اگر میں اور قائد

حزب اختلاف بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے اُس فیصلے کو violate کریں گے تو پھر دوسرے ممبران اس کی پابندی کیسے کریں گے؟

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں کسی بھی commitment یا rules کو violate نہیں کرنا چاہتا۔ بہت سی تحاریک out of turn take up ہوئی ہیں۔ پیپلز پارٹی کے تمام وزراء تو شاید اب 45 دن کے ایجنڈے پر کام کرنے کے لئے چلے گئے ہیں، یہاں پر اس وقت صرف وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں اگر ان کو کوئی اعتراض ہے تو میں اپنی قرارداد کو پیش نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تو خود ماشاء اللہ اس میٹنگ میں موجود تھے۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ طے ہوا تھا کہ جو بھی out of turn تحریک یا قرارداد لانی مقصود ہو تو اس پر سب پارلیمانی لیڈرز بیٹھ کر consensus کے ساتھ فیصلہ کریں گے۔ دیکھیں! ایک چیز جو آپ نے خود decide کی ہوئی ہے اس کی violation نہیں ہونی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کی بات سے متفق ہوں چونکہ کل آپ نے ارشاد فرمایا تھا اور یہاں پر بیٹھے ہوئے کسی ممبر یا وزیر قانون نے اعتراض نہیں کیا تھا۔ میں اسی زعم میں تھا کہ آپ کا کہا ہوا انہوں نے تسلیم کر لیا ہے اور اعتراض نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! میں تو اس حوالے سے کہہ رہا ہوں کہ ایک بات آپ سب نے خود ہی طے کی ہوئی ہے لہذا اس پر عمل ہونا چاہئے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں اگر یہ چاہتے ہیں کہ میں یہ قرارداد اس وقت یہاں پیش نہ کروں تو پھر میں نہیں کرتا، میں procedure کے تحت اپنی قرارداد کو لے آؤں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں خود قائد حزب اختلاف نے باقی ساتھیوں کے ساتھ مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ کوئی بھی تحریک یا قرارداد out of turn اس وقت آئے گی جب تمام پارلیمانی لیڈر اس پر consensus کے ساتھ متفق ہوں گے۔ ہم ممبران کو refuse کرتے ہیں اگر ہم خود ہی اس کو violate کریں گے تو پھر کسی دوسرے ممبر کو refuse نہیں کر سکتے اگر قائد حزب اختلاف in time آئے ہوتے تو پھر راجہ ریاض صاحب کا بھی پتا

کروا لیتے۔ میرا خیال ہے کہ قائد حزب اختلاف 45 دن کے ایجنڈے پر کام کر کے آ گئے ہیں اور اب راجہ صاحب گئے ہیں تو یہ بڑی اچھی بات ہے کہ 45 دن کے ایجنڈے پر بڑی شد و مد سے کام ہو رہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں صرف ایک گزارش Chair کے حضور کرنی چاہتا ہوں کہ یہ قرارداد withholding tax کے بارے میں ہے۔ میں اپنی قرارداد کو آج جمع کروا دیتا ہوں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ پچھلے دنوں میں کچھ تحاریک out of turn take up ہوئی ہیں جن کے بارے میں مجھ سے consent نہیں لی گئی لیکن میں اس کو کوئی test case نہیں بنانا چاہتا کیونکہ ہم نے اجلاس کی کارروائی کو آپ کی Chairmanship میں احسن انداز سے چلانا ہے۔ میں آج اپنی اس قرارداد کو جمع کرا دوں گا اور میری استدعا ہو گی کہ اس حوالے سے وزیر قانون صاحب اپنی consent دے دیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب! چودھری ظہیر الدین صاحب اپنی یہ قرارداد آج جمع کرا دیں گے۔ آپس میں جو ایک فیصلہ ہو چکا ہے اس کے حوالے سے آپ اس کو دیکھ لیجئے گا۔

اب غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ آج کی پہلی قرارداد محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ میں خواتین کے لئے علیحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بھر میں خواتین کے لئے مشترکہ ٹرانسپورٹ کے ساتھ ساتھ علیحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے جامع پالیسی بنا کر اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بھر میں خواتین کے لئے مشترکہ ٹرانسپورٹ کے ساتھ ساتھ علیحدہ ٹرانسپورٹ چلانے کے لئے جامع پالیسی بنا کر اس پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بھی اس کو oppose کرتا ہوں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں بھی اس کو oppose کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ ایک عوامی سہولت ہے میں اس کو oppose تو نہیں کرنا چاہتا لیکن میں یہ تین لائنوں کا جواب پڑھنا چاہتا ہوں جس میں لکھا ہے کہ:

"اربن ٹرانسپورٹ سسٹم کے تحت چلنے والی بسوں میں خواتین کے لئے علیحدہ سیٹیں اور compartments مختص کئے گئے ہیں جن میں صرف خواتین ہی سفر کر سکتی ہیں۔ مکمل طور پر خواتین کے لئے علیحدہ ٹرانسپورٹ کی فراہمی حکومت کے لئے فی الحال ممکن نہ ہے تاہم اربن ٹرانسپورٹ کے نظام میں بہتری آنے کے بعد علیحدہ بسیں چلانے پر غور کیا جا سکتا ہے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ مناسب بات ہے کیونکہ پوری دنیا میں کہیں پر بھی ایسا نہیں ہے۔ خواتین کے لئے بسوں میں علیحدہ حصہ ہی مختص کیا جاتا ہے۔ دوسرا انہوں نے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ اس کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی تو وہ اس سسٹم کو مزید improve کر لیں۔ اس یقین دہانی پر آپ اپنی اس قرارداد کو withdraw کر لیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر حکومت پنجاب خواتین کے لئے 25 فیصد سیٹیں مخصوص کر دے، 25 فیصد سیٹیں مختص کر دی جائیں تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو already مختص ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! 25 فیصد سیٹیں مختص نہیں ہیں۔ میری بھی فلائنگ کوچیں چلتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو آپ اپنے سے شروع کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم نے تو ایسا کیا ہوا ہے لیکن ہم تو بڑے غریب اور normal سے ٹرانسپورٹر ہیں اگر حکومت کی طرف سے سختی سے قانون بن جائے گا تو پھر اس کو ہر کوئی obey کرے گا، چونکہ وزیر قانون نے اس کو oppose نہیں کیا اس لئے میں نے آپ سے یہ درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون نے oppose نہیں کیا لیکن دوسرے لوگوں نے تو کیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کیا آپ مجھے اس قرارداد کو withdraw کرنے کی تجویز دے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون نے بتایا ہے کہ ٹرانسپورٹ سسٹم کو overall بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت نے یقین دہانی کرائی ہے کہ ہم اس سسٹم کو بہتر کریں گے تو اس یقین دہانی پر آپ اپنی قرارداد withdraw کر لیں تو بہتر ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب مجھے کوئی time period بتا دیں کہ کب تک حکومت اس سسٹم کو بہتر کر لے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس طرح وہ time period کا نہیں بتا سکتے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا یہ اس سسٹم کو بھی 45 days میں بہتر کریں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! 45 days میں تو صرف بلیک میلروں سے democratic system کو بچانے کا کام ہو سکتا ہے، وہ ہم کر رہے ہیں باقی اس کے لئے زیادہ دن چاہئیں اس لئے میں time line دینے کی position میں نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب نے یقین دہانی کرا دی ہے اس لئے آپ اپنی قرارداد withdraw کر لیں تو زیادہ بہتر ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، شکریہ۔ اب دوسری قرارداد محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔ ثمینہ نوید صاحبہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ تیسری قرارداد میاں نصیر احمد صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ پنجاب کے تمام شہروں میں سڑکوں کے دونوں اطراف پیدل چلنے والوں کے لئے فٹ پاتھ بنانے کو لازمی قرار دینے کا مطالبہ

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام شہری علاقوں کے main roads کے دونوں اطراف پیدل چلنے والوں کے لئے فٹ پاتھ (walkway) بنانا لازمی قرار دیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام شہری علاقوں کے main roads کے دونوں اطراف پیدل چلنے والوں کے لئے فٹ پاتھ (walkway) بنانا لازمی قرار دیا جائے۔"

میرا خیال ہے کہ یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کو کوئی بھی oppose نہیں کرے گا۔

یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام شہری علاقوں کے main roads کے دونوں اطراف پیدل چلنے والوں کے لئے فٹ پاتھ (walkway) بنانا لازمی قرار دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: چوتھی قرارداد جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبوں کے مابین پانی کے 1991 کے معاہدہ پر عملدرآمد اور ارسا کی تشکیل نو کا مطالبہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ مستقبل میں پانی کے issue پر کسی تنازع سے بچنے کے لئے اور صوبوں کے مابین 1991 کے معاہدہ پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے ارسا کی تشکیل نو کی جائے نیز ارسا کا پانچواں ممبر غیر جانبدار ہونا چاہئے جو اسلام آباد یا آزاد کشمیر کا رہائشی ہو۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ مستقبل میں پانی کے issue پر کسی تنازع سے بچنے کے لئے اور صوبوں کے مابین 1991 کے معاہدہ پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے ارسا کی تشکیل نو کی جائے نیز ارسا کا پانچواں ممبر غیر جانبدار ہونا چاہئے جو اسلام آباد یا آزاد کشمیر کا رہائشی ہو۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ جواب پڑھنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے بارہا وفاقی حکومت کو عرضداشت بھیجی ہیں اور مطالبہ کیا ہے کہ ارسا کی ابتدائی شکل کو بحال کیا جائے تاکہ صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم کو 1991 کے معاہدے کے مطابق اور 1992 کے ارسا ایکٹ کے مطابق یقینی بنایا جا سکے تاہم اس وقت کے چیف ایگزیکٹو اور آمر ڈکٹیٹر جنرل پرویز مشرف اور اس کے حواریوں نے 10۔جولائی 2000 کو ایک ڈائریکٹو کے ذریعے حکم جاری کیا کہ وفاقی ممبر بھی صوبہ سندھ سے لیا جائے تاکہ ارسا کے فیصلے ارکان کے درمیان اکثریتی بنیاد پر کئے جائیں اس لئے صوبہ پنجاب کو اس تفاوت کی وجہ سے پانی کی تقسیم میں حق تلفی کا سامنا ہے۔

جناب سپیکر! ہم بالکل اس کے حق میں ہیں لیکن میں لغاری صاحب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا تھا کہ پنجاب کی یہ حق تلفی اُسی ڈکٹیٹر اور آمر کی وجہ سے ہوئی ہے جس کے لئے یہاں سیٹوں کے اوپر چڑھ کر ڈانس بھی ہوتا رہا ہے اور یہاں پر وہ قرارداد بھی پیش کی گئی کہ دس مرتبہ اُس کو وردی میں صدر منتخب کرنا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہم نے اُس قرارداد کی مخالفت کی تھی جبکہ محسن خان لغاری صاحب نے اُس قرارداد کی حمایت کی تھی۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر:.Order in the House. Order in the House ایک منٹ ذرا ٹھہر جائیں۔ رانا صاحب! یہ technical سا matter ہے کیا آپ اس کو oppose کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس قرارداد کو oppose نہیں کیا میں نے تو صرف آئینہ دکھایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! اگر آپ نے اس قرارداد کو oppose نہیں کیا تو پھر میں صرف سوال put کر سکتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

دیکھیں، یہ قراردادیں ہیں ان پر ہم نے rules کو follow کرنا ہے۔ جب oppose نہیں کیا گیا تو اس پر بات نہیں ہو گی۔ اس پر صرف House کی consent لی جائے گی۔

یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ مستقبل میں پانی کے issue پر کسی تنازع سے بچنے کے لئے اور صوبوں کے مابین 1991 کے معاہدہ پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے ارسا کی تشکیل نو کی جائے نیز ارسا کا پانچواں ممبر غیر جانبدار ہونا چاہئے جو اسلام آباد یا آزاد کشمیر کا رہائشی ہو۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ قرارداد محکمہ آبپاشی سے متعلقہ تھی اس لئے میں نے اس قرارداد کا جواب دینا تھا اور میں اُس وقت House میں بھی موجود تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو پھر آپ نے اُس وقت بات کرنی تھی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع ہی نہیں دیا تو میں کیسے جواب دیتا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ریکارڈ کو درست کر دوں اُس وقت سینئر منسٹر راجہ ریاض احمد صاحب قائد حزب اختلاف کے ساتھ بیٹھے تھے۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: پانچویں قرارداد خواجہ محمد اسلام کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پنجاب کے لئے جاری کردہ گیس کی لوڈشیڈنگ
کے شیڈول میں کمی کرنے کا مطالبہ

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پنجاب کے لئے جاری کردہ گیس کی لوڈشیڈنگ کا شیڈول جو دوسرے صوبوں بلوچستان، سندھ اور خیبر پختونخواہ کے لئے نہ ہے واپس لیا جائے کیونکہ وفاقی حکومت کے اس فیصلے کی وجہ سے صوبہ پنجاب کی ہزاروں فیکٹریاں، کارخانے اور صنعتیں بند ہو چکی ہیں۔ اُن کی بندش کی وجہ سے لاکھوں مزدور بے روزگار ہو گئے ہیں نیز صوبائی اور وفاقی حکومت کو ان اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے جو ٹیکسوں اور دیگر مدوں میں سرکاری خزانہ میں جمع ہونے تھے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پنجاب کے لئے جاری کردہ گیس کی لوڈشیڈنگ کا شیڈول جو دوسرے صوبوں بلوچستان، سندھ اور خیبر پختونخواہ کے لئے نہ ہے واپس لیا جائے کیونکہ وفاقی حکومت کے اس فیصلے کی وجہ سے صوبہ پنجاب کی ہزاروں فیکٹریاں، کارخانے اور صنعتیں بند ہو چکی ہیں۔ اُن کی بندش کی وجہ سے لاکھوں مزدور بے روزگار ہو گئے ہیں نیز صوبائی اور وفاقی حکومت کو ان اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے جو ٹیکسوں اور دیگر مدوں میں سرکاری خزانہ میں جمع ہونے تھے۔"

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! پہلے آپ اس قرارداد کی حمایت میں بات کر لیں بعد میں اس قرارداد کو oppose کرنے والے معزز ممبر اس پر بات کریں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! مجھے خاص طور پر راجہ صاحب کی طرف سے اس قرارداد کو oppose کرنے پر دُکھ ہوا ہے کہ فیصل آباد وہ شہر تھا جو کبھی چمنیوں اور دھوؤں کا شہر گنا جاتا تھا اور فیصل آباد کی فیکٹریاں پاکستان کے ٹیکسوں کی مد میں پورے ملک کی معیشت پر اثر انداز ہوتی تھیں۔ آج اس پالیسی کی

وجہ سے وہ شہر، شہر خاموشاں بن چکا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب نے آج اپنا نام فیصل آباد کے اُن لوگوں میں شامل کر لیا ہے جو فیصل آباد کے بد خواہ ہیں انہیں خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ پنجابی کی ایک مثال ہے کہ "اول خویش بعد درویش۔" فیصل آباد فاختہ جیسا ایک پُر امن شہر گنا جاتا تھا جس کی آمدنی پاکستان کی معیشت کی 60 فیصد تھی آج فیصل آباد کی پوری فیکٹریاں بند ہو چکی ہیں اور مجھے یہ بات کہنے میں بھی عار نہیں ہے کہ آج فیصل آباد اور پاکستان کے دوسرے شہروں میں یہ باتیں کی جاتی ہیں کہ فیصل آباد کی products کو ایکسپورٹ کرنے والے دنیا کے سارے کنٹریکٹر فیصل آباد کی بجائے کراچی اور بنگلہ دیش میں shift ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ فیصل آباد کے ساتھ یہ قاتلانہ سلوک وفاقی حکومت تو کر ہی رہی تھی اور آج راجہ ریاض احمد نے میری اس قرارداد کو oppose کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ فیصل آباد کی معیشت کو قتل کرنے میں راجہ صاحب کا بھی کردار ہے اور فیصل آباد کے لوگ اس بات پر خون کے آنسو روئیں گے اور فیصل آباد کے اس سپوت کے خلاف وہاں صف ماتم بچھے گی۔ میں یہ بات بھی کہنا چاہوں گا کہ فیصل آباد کی معیشت کا آج یہ حال ہے کہ اس وقت فیکٹریوں والے 90 فیصد defaulter ہو چکے ہیں جس کی وجہ صرف اور صرف سوئی گیس اور واپڈا ہے اِن دونوں شعبوں نے اپنا ٹارگٹ اتنا وسیع کر دیا ہے کہ آج فیصل آباد میں ایک ہفتے میں پانچ دن لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ اگر ہم اپنی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی یعنی اپنی فیکٹریوں کو damage کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو اس اقدام سے جو مزدور بے روزگار ہو رہے ہیں وہ جب سڑکوں پر آئیں گے تو پھر دمادم مست قلندر ہو گا۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اربوں روپے کی ایکسپورٹ آج سمٹ کر کروڑوں روپے میں رہ گئی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جہاں فیکٹریاں چلتی ہیں وہاں وافر سوئی گیس دی جاتی۔ میں یہاں پر حکومت پنجاب کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ جب گندم کی باری آئی تھی تو حکومت پنجاب نے نہ صرف خیبر پختونخواہ بلکہ بلوچستان کو بھی اپنا بھائی سمجھتے ہوئے یہ قربانی دی تھی۔ میری اس قرارداد کو جب راجہ صاحب نے oppose کیا تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ:

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی خدمت میں یہ بھی کہوں گا کہ:

اپنی مٹی سے بغاوت کی ہے
جس نے کبھی شہر سے ہجرت کی ہے

راجہ صاحب! آپ فیصل آباد میں رہتے ہیں، اگر آپ فیصل آباد کے لئے نہیں سوچتے تو پھر آپ کو چکوال یا گوادر چلے جانا چاہئے۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اس میں ایک قانونی نکتہ کے متعلق گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Cabinet کی collective responsibility ہوتی ہے۔ جب کوئی منسٹر کسی کو oppose کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے اس کو oppose کیا ہے۔ اس قرارداد کو oppose کرنے کے بعد میرے خیال میں یہ بات ریکارڈ پر آ جائے گی۔ اگر یہ آپس میں کوئی فیصلہ نہیں کرتے کہ منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے یعنی گورنمنٹ نے oppose کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ اگر آپ Member کی definition دیکھیں تو اس کے اندر ہے کہ Member includes Minister تو Private Members Day ہے اور Minister اپنی private capacity کے اندر بھی اس کو oppose کر سکتا ہے، اس میں بڑا clear ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! Constitution میں سیکشن 130 کی clause(4) بڑی clear ہے کہ:

> The Cabinet shall be collectively responsible to the Provincial Assembly, and the total strength of the cabinet shall not be…

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن cabinet کے اندر Minister وہ گا جو پہلے Member بنے گا۔ definition میں Member includes Minister ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں نے Constitution کے مطابق point out کیا ہے لیکن آپ کی ruling صائب ہے اس لئے میں سر تسلیم خم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں جو سمجھا ہوں کہ منسٹر ممبر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ منسٹر کے لئے جو reserved seat ہوتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ منسٹر وہ ہو گا جو پہلے ممبر ہو گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لیکن جس وقت وہ منسٹر بن گیا تو وہ قرارداد نہیں لا سکتا۔ کیا منسٹر قرارداد لا سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں لا سکتا لیکن اس definition کے مطابق as a Member oppose کر سکتا ہے۔ یہ بات House کی ہے اس لئے میں اسے clear کرنا ضروری سمجھتا ہوں:

"Member" means a Member of the Assembly, and for purposes of moving or opposing a Bill an amendment, a motion or a Resolution, includes a Minister

اس میں بڑا clear ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا یہاں کا جو تجربہ اور روایت ہے کہ منسٹر کبھی قرارداد، Call Attention Notice، تحریک التوائے کار پیش کرتے ہیں اور نہ oppose کرتے ہیں۔ اسمبلی کا precedent بھی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جمہوری اسمبلی میں ایسے ہی ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ منسٹر قرارداد کیوں پیش نہیں کر سکتے؟ سب سے زیادہ قراردادیں تو میں نے پیش کی ہیں۔ منسٹر قرارداد پیش کر سکتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! رانا صاحب نے on the behalf of Government move کی ہیں۔ کیا راجہ صاحب اس کو as Government oppose کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمیشہ یہ چاہا ہے کہ صوبوں اور وفاق میں کسی قسم کی کوئی misunderstanding نہیں ہونی چاہئے اور صوبوں کے درمیان بھی ایک بھائی چارے والا ماحول ہونا چاہئے۔ اس کی واضح مثال ہے کہ ابھی دو تین ماہ پہلے NFC Award ہوا اور بہت سارے معاملات صوبوں نے بیٹھ کر طے کئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وفاق اور صوبے بیٹھ کر معاملات طے کریں۔ میرے بھائی خواجہ اسلام صاحب نے ایک لمبی چوڑی تقریر کی اور مجھے قاتل بھی قرار دے دیا۔ انھوں نے میرے خلاف کہا کہ فیصل آباد میں یہ ہو جائے گا۔ اللہ کے فضل

سے یہ جو مرضی کر لیں یہ فیصل آباد میں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کہ جب تک مجھے اللہ کی مدد حاصل ہے۔ ان کی بڑی خواہش ہے کہ شہر میں ہم پیپلز پارٹی کو فارغ کریں، انشاء اللہ پیپلز پارٹی شہر سے فارغ نہیں ہوگی۔ اگلی بار یہ اپنی خیر منائیں۔ انھوں نے اپنی قرارداد میں کہا ہے کہ دوسرے صوبوں بلوچستان، سندھ اور خیبر پختون خواہ میں لوڈ شیڈنگ نہیں ہو رہی لیکن وہاں پر بھی لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں اپنے لئے مانگنا چاہئے بجائے اس کے کہ صوبوں میں غلط فہمیاں بڑھیں کہ پنجاب نے یہ قرارداد دی ہے ہمیں یہ ختم کرنا چاہئے۔ ہمیں یہ قرارداد ضرور لانی چاہئے کہ پنجاب کو زیادہ سے زیادہ گیس دی جائے اور یہ جو تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ پنجاب کے ساتھ وفاقی حکومت کوئی زیادتی کر رہی ہے یا دوسرے صوبے کر رہے ہیں تو مجھے اس پر اعتراض ہے۔ اگر یہ الفاظ تبدیل کر لیں اور یہ کہیں کہ صوبہ پنجاب کو زیادہ سے زیادہ گیس دی جائے اور اس طرح management کی جائے کہ کم سے کم لوڈ شیڈنگ ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جو فرمایا ہے تو میں اس پر صرف اتنا کہوں گا کہ

وارث مان نہ کر وارثاں دا
رب بے وارث کر ماردا ای

اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ میرا مطمع نظر یہ تھا کہ لوڈ شیڈنگ تمام صوبوں میں برابر ہونی چاہئے۔ پنجاب میں بہت زیادہ یعنی پانچ پانچ دن اور دوسرے صوبوں میں ایک دن یا اٹھارہ گھنٹے یا سولہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ جہاں پر کارخانے ہیں جو پاکستان کی معیشت میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں اگر ہم نے اپنی export بڑھانی ہے، اپنے ملک کی معیشت کو مضبوط کرنا ہے تو وہاں پر لوڈ شیڈنگ کم ہونی چاہئے تھی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب کو ایک information دینا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے آدھے بندے آپ نے خود فارغ کئے ہیں باقی ہمیں زور لگانے کی ضرورت نہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! اس پر جواب الجواب نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے اپنی بات کرنی ہے اور آپ نے اپنی بات کرنی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں دوبارہ یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس قرارداد کے الفاظ تبدیل کر لیں اس میں دوسرے صوبوں کو touch نہ کریں اور صوبہ پنجاب کے لئے زیادہ سے زیادہ گیس کا مطالبہ کریں تو ہم اس قرارداد کے حق میں ہیں اور یہ جائز ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب نے قرارداد میں ترمیم کی جو بات کی ہے کیا آپ ترمیم کرنا چاہتے ہیں یا اسی طرح لانا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ راجہ صاحب اگر اپنی یہ بات پہلے کر دیتے تو شاید اتنے راز افشاں نہ ہوتے۔ میں ویسے خواجہ صاحب کی اس بات سے متفق نہیں ہوں کہ وہاں پر پیپلز پارٹی کے امیدوار کو فارغ کروانے میں راجہ صاحب کا کوئی ہاتھ ہے البتہ رانا آفتاب کا جو الیکشن ہے اس میں پہلے الیکشن کا تو مجھے پتا نہیں لیکن جو ضمنی الیکشن تھا وہ انھوں نے بھرپور طریقے سے لڑا تھا۔ ان کی یہ جو تجویز ہے کہ اس میں سے دوسرے صوبوں کا نام حذف کر کے پنجاب کو زیادہ گیس دینے کے مطالبے پر زور دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات صائب ہے اور اس پر خواجہ اسلام صاحب کو بھی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ آپ اس ترمیم کو incorporate کر کے اس کے مطابق اس قرارداد کو ہاؤس میں پیش کر دیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں جو گیس کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے وہ دوسرے صوبوں کے برابر نہ ہے جب وفاق دوسرے صوبوں اور صوبہ پنجاب کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک چاہتا ہے تو پھر لوڈشیڈنگ برابر ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں کہ لغاری صاحب نے چونکہ اس قرارداد کو oppose نہیں کیا تھا اس لئے انھوں نے مجھ سے یہاں آ کر ایک بات کی تھی کہ اس میں ایک technical چیز بھی ہے کہ بلوچستان یا جہاں سے گیس نکلتی ہے تو ان کا ایک الگ حق ہوتا ہے اس لئے لاء منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے آپ اس قرارداد کو دیکھ لیں اور اس میں سے صوبوں کا نام نکال دیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! اگر اس بات کو لمبا کرنا ہے تو پھر 58-C کو بھی تبدیل کرنا چاہئے۔ کیا ہم نے پاکستان کی معیشت کو مضبوط نہیں کرنا اور کیا ہم نہیں چاہتے کہ ہماری export دنیا میں جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا نقطہ نظر بالکل ٹھیک ہے لیکن اگر آپ اس میں سے صوبوں کا نام نکال کر پیش کر دیں تو بہتر ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں نے اسے پیش کر دیا ہے، اگر آپ اسے ترمیم کر کے لانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب میں گیس کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے صوبہ پنجاب کی ہزاروں فیکٹریاں، کارخانے اور صنعتیں بند ہو چکی ہیں۔ ان کی بندش کی وجہ سے لاکھوں مزدور بے روزگار ہو گئے ہیں۔ نیز صوبائی اور وفاقی حکومت کو اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے جو ٹیکسوں اور دیگر مدوں میں سرکاری خزانہ میں جمع ہونے تھے اس لئے پنجاب میں گیس کی لوڈشیڈنگ کے شیڈول کو کم کیا جائے"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب میں گیس کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے صوبہ پنجاب کی ہزاروں فیکٹریاں، کارخانے اور صنعتیں بند ہو چکی ہیں۔ ان کی بندش کی وجہ سے لاکھوں مزدور بے روزگار ہو گئے ہیں۔ نیز صوبائی اور وفاقی حکومت کو اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے جو ٹیکسوں اور دیگر مدوں میں سرکاری خزانہ میں جمع ہونے تھے اس لئے پنجاب میں گیس کی لوڈشیڈنگ کے شیڈول کو کم کیا جائے"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ بات کرنا چاہ رہی تھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں آج ہاؤس کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ 10۔نومبر 2010 کو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کے پروگرام کے تحت پنجاب کے تمام کالجوں میں تقریری اور تحریری مقابلہ جات شروع کئے گئے جن کا مقصد طالب علموں کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اُجاگر کرنا تھا مگر افسوس کہ بچوں کو مناسب ٹائم نہ ملنے کی وجہ سے یہ تمام پروگرام انتہائی بدنظمی کا شکار ہو کر رہ گئے اور میں اُن تمام پروگراموں میں موجود تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!آپ حکومتی بنچوں سے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ کیاآپ نےاس بارے میں ایجوکیشن منسٹریالاء منسٹر سے پہلے بات کی ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر!میں محکمے سے جواب لیناچاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، جواب اس طرح نہیں دیا جاسکتا۔آپ لوگ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں لہذاآپ ہاؤس کے اندر وہ بات لے کرآئیں جس پرآپ کی دادرسی نہ ہورہی ہو۔اگرآپ نے متعلقہ منسٹر یا سیکرٹری سے بات کی ہے اور انہوں نے آپ کی بات نہیں سنی تو پھر آپ ہاؤس میں لے کرآئیں۔ براہِ مہربانی تشریف رکھیں اوراُن سے بات کرنے کے بعداس معاملہ کوہاؤس میں لے کرآئیں۔

اب چونکہ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 12۔جنوری2011 صبح10 بجے تک ملتوی کیاجاتاہے۔